Over 200K+ Followers
16 TO 22 MARCH, 2026 | ☆☆☆ ۱۶تا۲۲مارچ۲۰۲۶
عوام۔نظام اور ایوان
چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم
ایڈیٹر: نشید آفاقی
پاک واچ
PAKISTAN WATCH

رحمت کا مہینہ یا خیرات کا بزنس؟

غریب کے نام پر اربوں کی کمائی
این جی اوز کے پیچھے چھپی اصل کہانی

عالمی سیاست اور پاکستان کی متوازن پالیسی

شیخ راشد عالم کا کالم

مشرقِ وسطیٰ کا نیا امتحان، طاقت، سیاست اور سفارت کاری

میڈان پاکستان الیکٹرک کار جلد مارکیٹ میں ہوگی

حکومت کا ایک ارب ڈالر کا اے آئی فنڈ

Over 200K+ Followers on social media now shining in print too

رحمت کا مہینہ یا خیرات کا بزنس؟

غریب کے نام پر اربوں کی کمائی

این جی اوز کے پیچھے چھپی اصل کہانی

پاکستان واچ رپورٹ

پاکستان ایک ایسا معاشرہ ہے جہاں سخاوت، خیرات اور انسانیت کی خدمت کو ہمیشہ اعلیٰ ترین اقدار سمجھا گیا ہے۔ رمضان کا مہینہ آتے ہی مساجد، سڑکوں اور بازاروں میں دسترخوان سج جاتے ہیں، خیراتی اداروں کی اپیلیں بڑھ جاتی ہیں اور عوام دل کھول کر عطیات دیتے ہیں۔ اندازوں کے مطابق پاکستانی ہر سال تقریباً 800 ارب روپے خیراتی اداروں اور این جی اوز کو دیتے ہیں۔ یہ رقم کئی ترقی پذیر ممالک کے سالانہ بجٹ سے بھی زیادہ ہے۔

لیکن ایک تلخ سوال آہستہ آہستہ معاشرے کے ذہن میں سر اٹھا رہا ہے: اگر اتنی بڑی رقم غربت کے خاتمے اور فلاح کے لیے خرچ ہو رہی ہے تو پھر غربت کم کیوں نہیں ہو رہی؟ بھوک کیوں بڑھ رہی ہے؟ اور ہر سال نئے دسترخوان اور نئی این جی اوز کیوں جنم لے رہی ہیں؟

یہ وہ سوالات ہیں جو اس پورے نظام کے اندر چھپی ایک خطرناک حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

خیرات یا کاروبار؟

پاکستان میں این جی اوز اور خیراتی اداروں کا تصور بنیادی طور پر معاشرتی بہتری کے لیے متعارف ہوا تھا۔ ان کا مقصد تعلیم، صحت، پانی، روزگار اور سماجی انصاف کے میدان میں حکومت کا ہاتھ بٹانا تھا۔

مگر وقت کے ساتھ ساتھ اس شعبے میں ایک ایسا رجحان پیدا ہوا جس نے خیرات کو ایک باقاعدہ کاروبار کی شکل دے دی۔

آج صورتحال یہ ہے کہ جس کے پاس کوئی مستقل کام نہیں ہوتا، وہ ایک ٹرسٹ یا این جی او بنا لیتا ہے۔ چند جذباتی نعرے، چند سوشل میڈیا پوسٹس اور چند تصاویر کے ساتھ عطیات جمع کرنے کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ سڑکوں پر لگے دسترخوان، فری کورسز، فری راشن اور فری خدمات کا ایک ایسا جال بچھایا جا چکا ہے جس میں اصل مستحق اور سفید پوش افراد کی عزت نفس بھی متاثر ہو رہی ہے۔

سوال یہ ہے کہ کیا واقعی یہ سب خالص انسانیت کی خدمت ہے یا پھر ایک ایسا کاروبار جس میں غریب کی بھوک کو برانڈ بنا دیا گیا ہے؟

دسترخوان: خدمت یا تماشا؟

رمضان میں پاکستان کے تقریباً ہر بڑے شہر میں سڑکوں پر دسترخوان لگتے ہیں۔ سینکڑوں افراد کی ویڈیوز بنائی جاتی ہیں، تصاویر سوشل میڈیا پر اپ لوڈ ہوتی ہیں اور عطیات دینے والوں کو بتایا جاتا ہے کہ ان کی رقم سے کتنے لوگوں کو کھانا کھلایا گیا۔

لیکن اس پورے عمل میں ایک بنیادی سوال اکثر نظرانداز ہو جاتا ہے:

کیا یہ دسترخوان واقعی غربت ختم کر رہے ہیں یا صرف غربت کو نمایاں کر رہے ہیں؟

کئی ناقدین کے مطابق سڑکوں پر قطاروں میں کھڑے افراد کی تصاویر دراصل انسان کی عزت نفس کو مجروح کرتی ہیں۔ سفید پوش افراد بھی مجبور ہو کر ان قطاروں میں کھڑے ہوتے ہیں۔

اس کے علاوہ ان دسترخوانوں کا کوئی باقاعدہ آڈٹ نہیں ہوتا۔ کتنی رقم آئی، کتنی خرچ ہوئی اور کتنی بچی، اس کا شفاف ریکارڈ اکثر موجود نہیں ہوتا۔

یہی وجہ ہے کہ بعض حلقوں کے مطابق اس شعبے میں غلط ریکارڈنگ اور مالی بے ضابطگیوں کے امکانات بہت زیادہ ہیں۔

این جی اوز کی بے لگام افزائش

پاکستان میں این جی اوز کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ ان میں سے بہت سی ادارے واقعی شاندار خدمات انجام دے رہے ہیں، لیکن اسی کے ساتھ ایک بڑی تعداد ایسے اداروں کی بھی ہے جن کے بارے میں سوالات اٹھتے رہتے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے حکومت نے ایک جھٹکے میں تقریباً 8 ہزار این جی اوز بند کر دی تھیں۔ اس اقدام کی وجہ یہی بتائی گئی تھی کہ کئی ادارے قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی کر رہے تھے۔

یہ صورتحال اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ اس شعبے میں نگرانی اور شفافیت کا شدید فقدان ہے۔

عطیات اور منی لانڈرنگ کے خدشات

خیراتی اداروں کے بارے میں ایک اور سنگین خدشہ مالی بے ضابطگیوں کا ہے۔

ماہرین کے مطابق جب کسی شعبے میں اربوں روپے کی آمد و رفت ہو اور اس کا شفاف آڈٹ نہ ہو تو وہاں منی لانڈرنگ، کالے دھن کو سفید کرنے اور غیر قانونی سرگرمیوں کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔

ماضی میں ایسے واقعات بھی سامنے آئے ہیں جہاں بعض اداروں پر دہشت گردی کی مالی معاونت، انسانی اسمگلنگ یا دیگر غیر قانونی سرگرمیوں کے الزامات لگے۔

یہ الزامات پورے شعبے کے لیے بدنامی کا باعث بنتے ہیں اور ان اداروں کی ساکھ کو بھی متاثر کرتے ہیں جو واقعی انسانیت کی خدمت کر رہے ہوتے ہیں۔

تھر اور کاغذی ترقی

پاکستان کے کئی پسماندہ علاقوں، خصوصاً تھرپارکر، میں ترقیاتی منصوبوں کے حوالے سے بھی سوالات اٹھتے رہے ہیں۔

مقامی حلقوں کا کہنا ہے کہ کاغذوں میں کنوؤں، اسکولوں اور فلاحی منصوبوں کی تعداد حقیقت سے کہیں زیادہ دکھائی جاتی ہے۔ اگر یہ دعوے درست ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ ترقیاتی فنڈز اور عطیات کا ایک حصہ زمین پر خرچ ہونے کے بجائے کاغذی ترقی میں ضائع ہو جاتا ہے۔

رمضان: خیرات کی معیشت کا عروج

رمضان کے مہینے میں خیراتی سرگرمیاں اپنے عروج پر ہوتی ہیں۔ ٹی وی اپیلیں، سوشل میڈیا مہمات اور سڑکوں پر لگے بینرز عوام کو عطیات دینے کی ترغیب دیتے ہیں۔

یہ مہینہ دراصل اس پورے نظام کے لیے ایک سنہری سیزن بن چکا ہے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ کیا اس جذبہ خیرات کو ایک مستقل معاشرتی بہتری میں تبدیل کیا جا رہا ہے یا صرف وقتی جذبات سے فائدہ اٹھایا جا رہا ہے؟

اصل مسئلہ کیا ہے؟

پاکستان میں غربت کا مسئلہ پیچیدہ ہے۔ صرف دسترخوان لگانے یا راشن تقسیم کرنے سے یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔

اصل ضرورت یہ ہے کہ عطیات کو تعلیم، ہنر، روزگار اور پائیدار ترقی کے منصوبوں میں استعمال کیا جائے۔

اگر خیرات کا پیسہ لوگوں کو خودکفیل بنانے کے بجائے صرف وقتی مدد تک محدود رہے گا تو غربت کا دائرہ کبھی نہیں ٹوٹے گا۔

شفافیت کیوں ضروری ہے؟

ماہرین کے مطابق اس پورے شعبے کو مضبوط بنانے کے لیے تین بنیادی اقدامات ضروری ہیں:

تمام خیراتی اداروں کے لیے لازمی تھرڈ پارٹی آڈٹ

عطیات اور اخراجات کا شفاف ڈیجیٹل ریکارڈ

این جی اوز کی سرگرمیوں کی باقاعدہ حکومتی نگرانی

ان اقدامات کے بغیر عوام کے اعتماد کو برقرار رکھنا مشکل ہوتا جائے گا۔

خدمت یا احتساب؟

پاکستانی معاشرہ سخاوت اور انسانیت کے جذبے سے مالا مال ہے۔ لوگ دل کھول کر دیتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ان کی رقم کسی ضرورت مند کے کام آئے گی۔

لیکن اگر اس جذبے کو کاروبار یا ذاتی مفادات کے لیے استعمال کیا جائے تو یہ صرف مالی بدعنوانی نہیں بلکہ انسانیت کے اعتماد سے بھی دھوکہ ہے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ اس شعبے میں کام کرنے والے ادارے خود کو مکمل شفافیت کے لیے تیار کریں۔

کیونکہ اگر خیرات کا نظام واقعی معاشرے کی بہتری کے لیے ہے تو اسے احتساب سے خوفزدہ نہیں ہونا چاہیے۔

آخرکار سوال یہی ہے:

پاکستان میں خیرات واقعی انسانیت کی خدمت بنے گی یا پھر غریب کی بھوک کو بیچنے والا ایک خاموش کاروبار بنتی جائے گی؟

"غریب کی بھوک پر اربوں کا کھیل: این جی اوز کی دنیا کا چونکا دینے والا سچ"

16 TO 22 MARCH, 2026 ☆☆☆ ۱۶تا۲۲مارچ۲۰۲۶

عوام۔نظام اور ایوان

چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم　ایڈیٹر: نشید آفاقی

پاک واچ

PAKISTAN WATCH

https://www.facebook.com/ pakistanwatch.news

مجلس ادارت:

● چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم ● ایگزیکٹو ایڈیٹر: ڈاکٹر ہما بخاری ● ایڈیٹر: نشید آفاقی

● لیگل ایڈوائزر: ندیم شیخ ایڈووکیٹ ● ایم ڈی سیلز اینڈ مارکیٹنگ: ظفر حسین،

● ڈائریکٹر بزنس ڈیولپمنٹ: ثوبیہ شاکر علی ● پریس منیجر: شکیل احمد خان

● رپورٹنگ ٹیم: احمد حسین انصاری، نصیر الدین، جاوید احمد

محمد دانش، ارباب حسین، حسنین احمد

● رپورٹنگ ٹیم: احمد حسین انصاری، نصیر الدین، جاوید احمد

محمد دانش، ارباب حسین، حسنین احمد

دفتر کا پتہ: H41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2، کراچی

فون نمبر: 021-34528802-3

فرمان الٰہی

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

کہا کاش کہ مجھے تمہارے مقابلے کی
طاقت ہوتی یا میں کسی زبردست
سہارے کی پناہ جا لیتا

سورۃ ہود 11 - آیت نمبر 80

مجھے ہے حکم اذاں..................!

مشرق وسطیٰ ایک بار پھر غیر یقینی صورتحال کے ایسے دوراہے پر کھڑا ہے جہاں روایتی جنگ کے ساتھ ساتھ معاشی اور سائبر محاذ بھی کھلتے دکھائی دے رہے ہیں۔ ایران کی جانب سے اسرائیل اور خلیجی ممالک میں موجود بڑی امریکی ٹیکنالوجی کمپنیوں اور مالیاتی اداروں کو نشانہ بنانے کے اعلان نے خطے میں کشیدگی کو ایک نئے مرحلے میں داخل کر دیا ہے۔ اسلامک ری پبلکن گارڈز کا کہنا ہے کہ وہ اب اسرائیل اور خلیج میں موجود امریکی ٹیک کمپنیوں اور بینکوں کو ہدف بنائیں گے۔ اس بیان کے بعد یہ تاثر مضبوط ہو رہا ہے کہ مشرقِ وسطیٰ میں جاری کشیدگی صرف عسکری میدان تک محدود نہیں رہے گی بلکہ اس کا دائرہ معیشت، ٹیکنالوجی اور مالیاتی نظام تک بھی پھیل سکتا ہے۔ جدید دور میں ڈیجیٹل انفراسٹرکچر اور مالیاتی نیٹ ورک کسی بھی ریاست کی معاشی شہ رگ سمجھے جاتے ہیں، اس لیے ایسے بیانات خطے کی معیشت اور عالمی کاروباری سرگرمیوں کے لیے تشویش کا باعث بن سکتے ہیں۔ ایران کا موقف ہے کہ حالیہ حملوں میں اس کے ایک بینک کو نشانہ بنایا گیا جس کے بعد اسے جواب دینے پر مجبور ہونا پڑا۔ اسی تناظر میں ایرانی حکام نے اپنے شہریوں کو بھی خبردار کیا ہے کہ وہ ایسے مالیاتی اداروں سے دور رہیں جو امریکا یا اسرائیل سے منسلک ہوں۔ اس اعلان سے ظاہر ہوتا ہے کہ کشیدگی کا ایک پہلو معاشی دباؤ اور سائبر محاذ پر بھی منتقل ہو سکتا ہے۔ دوسری جانب خطے میں عسکری صورتحال بھی بدستور کشیدہ ہے۔ اطلاعات کے مطابق اسرائیل کی جانب سے تہران سمیت مختلف ایرانی شہروں میں حملے کیے گئے جن میں دھماکوں اور لڑاکا طیاروں کی آوازیں سنی گئیں۔ بعض رپورٹس کے مطابق ان حملوں میں شہری جانی نقصان بھی ہوا ہے جبکہ اصفہان اور تبریز جیسے شہروں میں بھی بمباری کی اطلاعات سامنے آئی ہیں۔ یہ خبریں اس حقیقت کی نشاندہی کرتی ہیں کہ کشیدگی کا دائرہ وسیع ہو رہا ہے اور اس کے اثرات شہری آبادی تک پہنچ رہے ہیں۔ اسی دوران ایک اہم پیش رفت آبنائے ہرمز کے حوالے سے بھی سامنے آئی ہے جہاں عالمی شپنگ انڈسٹری کی درخواستوں کے باوجود امریکا نے جہازوں کو اضافی سیکیورٹی فراہم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ آبنائے ہرمز عالمی توانائی سپلائی کی ایک نہایت اہم گزرگاہ ہے اور یہاں کسی بھی قسم کی غیر یقینی صورتحال عالمی منڈیوں پر فوری اثر ڈال سکتی ہے۔ موجودہ حالات اس امر کی یاد دہانی کراتے ہیں کہ مشرق وسطیٰ میں کسی بھی تصادم کے اثرات صرف علاقائی سطح تک محدود نہیں رہتے بلکہ اس کے اثرات عالمی معیشت، توانائی کی منڈیوں اور بین الاقوامی سیاست تک محسوس کیے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سفارتی ذرائع ہمیشہ اس بات پر زور دیتے رہے ہیں کہ تنازعات کا حل طاقت کے بجائے مذاکرات اور سیاسی عمل کے ذریعے تلاش کیا جائے۔ اس نازک مرحلے پر ضروری ہے کہ تمام فریق تحمل اور دانشمندی کا مظاہرہ کریں۔ کشیدگی میں مزید اضافہ نہ صرف خطے بلکہ پوری دنیا کے لیے عدم استحکام کا باعث بن سکتا ہے۔ مشرق وسطیٰ کو اس وقت جنگ نہیں بلکہ ایسے اقدامات کی ضرورت ہے جو امن، استحکام اور مکالمے کی راہ ہموار کریں۔

خیر اندیش
شیخ راشد عالم
چیف ایڈیٹر

Top Stories ٹاپ اسٹوریز

Consumer Watch

PAGE 04

جنگ کے سائے میں عالمی سیاست اور پاکستان کی متوازن پالیسی (شیخ راشد عالم کا کالم)

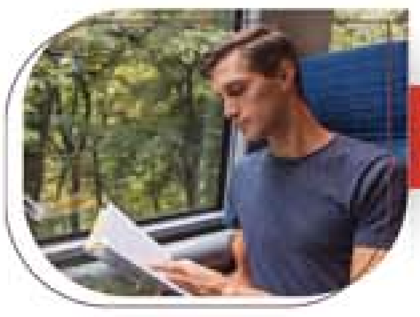

PAGE 07

کیا کتاب کی اہمیت کم ہوگئی ہے؟

PAGE 05

مشرقِ وسطیٰ کا نیا امتحان، طاقت، سیاست اور سفارت کاری کی جنگ

PAGE 08

قیمت 10 لاکھ سے بھی کم میڈان پاکستان الیکٹرک کار جلد مارکیٹ میں ہوگی

PAGE 06

ایران، امریکا، اسرائیل جنگ، ٹرمپ کو خوش کرنا کیا جرمنی کی مجبوری ہے؟

PAGE 09

حکومت کا ایک ارب ڈالر کا اے آئی فنڈ، ملک میں ڈیجیٹل انقلاب کی جانب ایک اہم قدم

چیف ایڈیٹر و پبلشر شیخ راشد عالم نے فیئر پرنٹنگ پریس رانجہ کوثر بلڈنگ، برنس روڈ سے چھپوا کر H-41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2 کراچی سے شائع کیا

Over 200K+ Followers on social media now shining in print too

جنگ کے سائے میں عالمی سیاست اور پاکستان کی متوازن پالیسی

"حرفِ حق"

شیخ راشد عالم

دنیا اس وقت ایک ایسے دوراہے پر کھڑی ہے جہاں عالمی سیاست کی سمت تیزی سے بدل رہی ہے اور طاقت کے توازن میں نئی تبدیلیاں جنم لے رہی ہیں۔ گزشتہ چند برسوں سے بڑی طاقتوں کے درمیان کشمکش بڑھتی جا رہی تھی، مگر اب حالات اس مرحلے میں داخل ہو چکے ہیں جہاں صرف کشیدگی نہیں بلکہ حقیقی جنگ اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی تباہی عالمی نظام کو متاثر کر رہی ہے۔ مشرقِ وسطیٰ میں امریکہ، اسرائیل اور ایران کے درمیان جاری تصادم نے نہ صرف اس خطے بلکہ پوری دنیا کے لیے ایک نئی بے چینی کو جنم دیا ہے۔ جنگ ہمیشہ کشیدگی کے بعد آتی ہے، لیکن جب جنگ شروع ہو جائے تو اس کے اثرات صرف میدانِ جنگ تک محدود نہیں رہتے بلکہ پورے خطے اور عالمی نظام کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔

مشرقِ وسطیٰ کی سرزمین گزشتہ کئی دہائیوں سے عالمی سیاست کا مرکز رہی ہے، مگر حالیہ جنگی صورتحال نے اس خطے کو ایک بار پھر شدید بحران کی طرف دھکیل دیا ہے۔ ایران اور اسرائیل کے درمیان پرانے تنازعات اب کھلے تصادم کی صورت اختیار کر چکے ہیں جبکہ امریکہ کی براہ راست یا بالواسطہ شمولیت نے اس صورتحال کو مزید پیچیدہ بنا دیا ہے۔ جنگ کی آگ جب بھڑکتی ہے تو اس کے شعلے صرف سرحدوں تک محدود نہیں رہتے بلکہ انسانی جانوں، معیشتوں اور پورے معاشروں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔ مشرقِ وسطیٰ میں جاری حملوں، جوابی کارروائیوں اور عسکری کشیدگی نے لاکھوں لوگوں کو غیر یقینی مستقبل سے دوچار کر دیا ہے اور پورے خطے میں خوف اور بے یقینی کی فضا پیدا کر دی ہے۔

جنگ کے اثرات کا سب سے بڑا بوجھ عام انسان اٹھاتا ہے۔ جب شہر کھنڈر بن جاتے ہیں، معیشتیں کمزور پڑ جاتی ہیں اور لاکھوں لوگ بے گھر ہو جاتے ہیں تو یہ صرف ایک خطے کا مسئلہ نہیں رہتا بلکہ ایک عالمی انسانی بحران کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ توانائی کی عالمی منڈی بھی اس صورتحال سے متاثر ہوتی ہے کیونکہ مشرقِ وسطیٰ دنیا کے اہم ترین تیل اور گیس کے ذخائر کا مرکز ہے۔ جیسے ہی جنگی صورتحال شدت اختیار کرتی ہے، عالمی منڈیوں میں بے چینی بڑھ جاتی ہے اور اس کے اثرات دور دراز ممالک تک محسوس کیے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کی بڑی طاقتیں اس خطے میں ہونے والی ہر پیش رفت کو انتہائی غور سے دیکھ رہی ہیں۔

امریکہ اور اسرائیل کے درمیان قریبی دفاعی تعاون ایک طویل عرصے سے قائم ہے اور اس کے نتیجے میں مشرقِ وسطیٰ کی سکیورٹی صورتحال ہمیشہ عالمی توجہ کا مرکز رہی ہے۔ دوسری طرف ایران اپنی علاقائی پالیسیوں اور دفاعی صلاحیتوں کے ذریعے خود کو ایک اہم طاقت کے طور پر پیش کرتا ہے۔ جب ان قوتوں کے درمیان براہ راست تصادم یا جنگی صورتحال پیدا ہوتی ہے تو اس کے اثرات پورے خطے میں محسوس کیے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے مبصرین اس خدشے کا اظہار کرتے ہیں کہ اگر یہ جنگ مزید پھیلتی ہے تو اس کے اثرات عالمی سطح پر بھی گہرے ہو سکتے ہیں۔

ایسے حالات میں بہت سے ممالک کے لیے خارجہ پالیسی کے فیصلے انتہائی حساس ہو جاتے ہیں۔ کچھ ممالک واضح طور پر کسی ایک فریق کی حمایت کرتے ہیں جبکہ بعض ممالک ایسی حکمت عملی اختیار کرتے ہیں جو توازن اور اعتدال پر مبنی ہوتی ہے۔ پاکستان کا شمار ان ممالک میں ہوتا ہے جو عالمی سیاست کے پیچیدہ ماحول میں ایک متوازن اور ذمہ دارانہ پالیسی پر یقین رکھتے ہیں۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی کا بنیادی اصول یہی رہا ہے کہ علاقائی اور عالمی مسائل کا حل طاقت کے استعمال کے بجائے سفارت کاری اور مکالمے کے ذریعے تلاش کیا جائے۔

پاکستان کا جغرافیائی محل وقوع اسے ایک خاص اہمیت فراہم کرتا ہے۔ جنوبی ایشیا، وسطی ایشیا اور مشرقِ وسطیٰ کے درمیان واقع ہونے کی وجہ سے پاکستان مختلف خطوں کے درمیان رابطے کا قدرتی مرکز بن سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان کی خارجہ پالیسی ہمیشہ اس بات پر زور دیتی رہی ہے کہ خطے میں استحکام اور تعاون کو فروغ دیا جائے۔ جنگ اور تصادم کے ماحول میں بھی پاکستان نے ہمیشہ امن، مکالمے اور سفارت کاری کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔

پاکستان کے ایران کے ساتھ تاریخی اور جغرافیائی تعلقات موجود ہیں جبکہ خلیجی ممالک کے ساتھ بھی اس کے قریبی روابط ہیں۔ دوسری طرف پاکستان عالمی برادری کے ساتھ اپنے تعلقات کو بھی متوازن انداز میں برقرار رکھتا ہے۔ یہی متوازن پالیسی پاکستان کو اس قابل بناتی ہے کہ وہ مختلف عالمی اور علاقائی قوتوں کے ساتھ مثبت روابط قائم رکھ سکے۔ اس حکمت عملی کے ذریعے پاکستان نہ صرف اپنے قومی مفادات کا تحفظ کرتا ہے بلکہ عالمی سطح پر ایک ذمہ دار ریاست کے طور پر بھی ابھرتا ہے۔

یہ حقیقت بھی قابلِ غور ہے کہ جنگیں ہمیشہ طاقت کے توازن کو تبدیل کر دیتی ہیں۔ جب بھی کسی خطے میں طویل جنگ ہوتی ہے تو اس کے نتیجے میں سیاسی اتحاد، معاشی ترجیحات اور سفارتی تعلقات بھی بدل جاتے ہیں۔ مشرقِ وسطیٰ میں جاری جنگی صورتحال بھی اسی طرح کے اثرات پیدا کر رہی ہے۔ بعض ممالک اپنی پالیسیوں پر نظرثانی کر رہے ہیں جبکہ عالمی طاقتیں خطے میں اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے نئی حکمت عملیاں ترتیب دے رہی ہیں۔

ان تمام تبدیلیوں کے درمیان پاکستان کے لیے سب سے اہم بات یہ ہے کہ وہ اپنی خارجہ پالیسی میں توازن اور دانشمندی کو برقرار رکھے۔ عالمی سیاست کے اس غیر یقینی ماحول میں وہی ممالک کامیاب ہوتے ہیں جو جذبات کے بجائے حکمت اور بصیرت کے ساتھ فیصلے کرتے ہیں۔ پاکستان نے ماضی میں بھی مشکل علاقائی حالات کے باوجود اپنے مفادات کا تحفظ کیا ہے اور عالمی برادری کے ساتھ مثبت تعلقات کو برقرار رکھا ہے۔

دنیا اس وقت جس جنگی اور سیاسی ہلچل سے گزر رہی ہے اس میں یہ بات پہلے سے زیادہ واضح ہو گئی ہے کہ طاقت کے استعمال کے ذریعے پائیدار امن قائم نہیں کیا جا سکتا۔ حقیقی استحکام صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب ممالک ایک دوسرے کے ساتھ مکالمہ، تعاون اور سفارت کاری کو فروغ دیں۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی اسی اصول کی عکاسی کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان عالمی سطح پر امن اور استحکام کے لیے اپنی آواز بلند کرتا رہا ہے۔

مشرقِ وسطیٰ میں امریکہ، اسرائیل اور ایران کے درمیان جاری جنگی صورتحال نے دنیا کو ایک بار پھر یہ یاد دلایا ہے کہ جنگ کا انجام ہمیشہ تباہی اور عدم استحکام کی صورت میں نکلتا ہے۔ ایسے میں پاکستان جیسے ممالک کا کردار مزید اہم ہو جاتا ہے جو توازن، اعتدال اور امن کے پیغام کو آگے بڑھاتے ہیں۔ اگر عالمی برادری دانشمندی اور دور اندیشی کا مظاہرہ کرے تو موجودہ بحران کو ایک بڑے عالمی تصادم میں تبدیل ہونے سے روکا جا سکتا ہے۔

یہی وہ لمحہ ہے جب دنیا کو طاقت کے بجائے عقل اور سفارت کاری کی ضرورت ہے۔ پاکستان کی متوازن خارجہ پالیسی اسی سوچ کی نمائندگی کرتی ہے اور یہی حکمت عملی مستقبل میں بھی پاکستان کو عالمی سیاست میں ایک ذمہ دار اور مثبت کردار ادا کرنے کے قابل بنا سکتی ہے۔

مشرقِ وسطیٰ کا نیا امتحان

طاقت، سیاست اور سفارت کاری کی جنگ

پاکستان واچ رپورٹ

مشرق وسطیٰ ایک مرتبہ پھر عالمی سیاست کے مرکز میں آ کھڑا ہوا ہے۔ خطے میں بڑھتی ہوئی کشیدگی نے دنیا بھر کی توجہ اپنی جانب مبذول کر لی ہے۔ بیانات کی شدت، سفارتی سرگرمیوں میں تیزی اور عسکری تیاریوں کے اشارے اس بات کی علامت ہیں کہ حالات ایک نازک موڑ پر پہنچ چکے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عالمی مبصرین اس صورتحال کو مشرق وسطیٰ کے لئے ایک نئے امتحان کے طور پر دیکھ رہے ہیں۔

گزشتہ چند برسوں میں خطے کی سیاست میں نمایاں تبدیلیاں آئی ہیں۔ علاقائی اتحاد بدل رہے ہیں، نئے مفادات سامنے آ رہے ہیں اور طاقت کے توازن کی نئی صورتیں تشکیل پا رہی ہیں۔ ایسے ماحول میں جب بھی کوئی بڑا واقعہ پیش آتا ہے تو اس کے اثرات فوری طور پر پورے خطے میں محسوس کیے جاتے ہیں۔ ایران اور اسرائیل کے درمیان کشیدگی اس وقت اسی وسیع تر تناظر کا حصہ دکھائی دیتی ہے۔ دونوں ممالک ایک دوسرے کو اپنے لئے بڑا چیلنج سمجھتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ان کے بیانات اور اقدامات اکثر عالمی سطح پر بحث کا موضوع بن جاتے ہیں۔ حالیہ دنوں میں پیش آنے والے واقعات کے بعد یہ کشیدگی مزید نمایاں ہو گئی ہے۔ مشرق وسطیٰ کی سیاست ہمیشہ سے پیچیدہ رہی ہے۔ یہاں ہر تنازع صرف دو ممالک کے درمیان مسئلہ نہیں ہوتا بلکہ اس کے پیچھے علاقائی اتحاد، عالمی مفادات اور اقتصادی عوامل بھی کارفرما ہوتے ہیں۔ اسی لئے کسی بھی کشیدگی کے اثرات اکثر وسیع تر دائرے تک پھیل جاتے ہیں۔ عالمی طاقتوں کا کردار بھی اس صورتحال میں اہمیت اختیار کر جاتا ہے۔ امریکہ طویل عرصے سے خطے کی سیاست میں فعال کردار ادا کرتا رہا ہے اور اسرائیل کے ساتھ اس کے قریبی

تعلقات کسی سے پوشیدہ نہیں۔ دوسری جانب ایران کے ساتھ اس کے تعلقات میں اتار چڑھاؤ آتا رہا ہے۔ جب بھی خطے میں تناؤ بڑھتا ہے تو واشنگٹن اور دیگر عالمی دارالحکومتوں میں سفارتی سرگرمیاں تیز ہو جاتی ہیں۔ یورپی ممالک بھی اس صورتحال کو گہری نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ ان کا مؤقف ہے کہ اگر کشیدگی بڑھتی ہے تو اس کے اثرات صرف مشرق وسطیٰ تک محدود نہیں رہیں گے بلکہ عالمی سیاست اور معیشت کو بھی متاثر کر سکتے ہیں۔ اسی لئے مختلف سطحوں پر رابطے اور مذاکرات جاری رکھنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ مشرق وسطیٰ کی اہمیت کا ایک بڑا سبب اس کا اقتصادی پہلو بھی ہے۔ دنیا کی بڑی توانائی منڈیاں اس خطے سے جڑی

ہوئی ہیں۔ تیل اور گیس کی ترسیل کے اہم راستے بھی اسی علاقے سے گزرتے ہیں۔ اگر یہاں کشیدگی بڑھتی ہے تو اس کا اثر عالمی توانائی کی منڈی پر پڑ سکتا ہے۔ اسی پس منظر میں عالمی مبصرین اس صورتحال کو صرف ایک سیاسی تنازع نہیں بلکہ ایک وسیع تر جغرافیائی اور اقتصادی مسئلہ بھی قرار دیتے ہیں۔

اس خطے میں ہونے والی ہر پیش رفت عالمی سطح پر اثر انداز ہو سکتی ہے۔ کچھ تجزیہ کاروں کا خیال ہے کہ موجودہ کشیدگی طاقت کے اظہار کی سیاست کا حصہ بھی ہو سکتی ہے۔ اس طرح کے حالات میں ممالک اپنے مؤقف کو مضبوط بنانے کے لئے سخت بیانات اور عسکری تیاریوں کا اظہار کرتے ہیں تاکہ مخالف فریق پر دباؤ بڑھایا جا سکے۔ تاہم یہ ضروری نہیں کہ ہر کشیدگی مکمل جنگ میں تبدیل ہو۔ دوسری جانب یہ حقیقت بھی نظر انداز نہیں کی جا سکتی کہ مشرق وسطیٰ پہلے ہی کئی تنازعات کا شکار ہے۔ شام، غزہ اور یمن جیسے بحران خطے کو مسلسل عدم استحکام کی طرف دھکیل رہے ہیں۔ ایسے میں اگر کوئی نیا تنازع شدت اختیار کرتا ہے تو اس کے اثرات مزید پیچیدہ ہو سکتے ہیں۔

اسی لئے سفارت کاری کا کردار اس وقت پہلے سے زیادہ اہم ہو گیا ہے۔ مختلف ممالک اور عالمی ادارے یہ کوشش کر رہے ہیں کہ کشیدگی کو قابو میں رکھا جائے اور کسی بڑے تصادم سے بچا جا سکے۔ تاریخ یہ بھی بتاتی ہے کہ کئی بار ایسے بحران سفارتی کوششوں کے ذریعے کم ہو جاتے ہیں۔ پاکستان سمیت متعدد ممالک اس بات پر زور دیتے رہے ہیں کہ خطے میں استحکام کے لئے مکالمہ اور سفارت کاری ہی واحد مؤثر راستہ ہے۔ تصادم کی سیاست اکثر مسائل کو مزید پیچیدہ بنا دیتی ہے جبکہ مذاکرات کے ذریعے مسائل کے حل کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔ اس وقت مشرق وسطیٰ ایک ایسے مرحلے سے گزر رہا ہے جہاں طاقت، سیاست اور سفارت کاری تینوں ایک دوسرے کے ساتھ جڑی ہوئی نظر آتی ہیں۔ ایک طرف عسکری طاقت کا اظہار ہے تو دوسری جانب سفارتی رابطوں کی کوششیں بھی جاری ہیں۔ آنے والے دن اس بات کا تعین کریں گے کہ یہ صورتحال کس سمت اختیار کرتی ہے۔ کیا سفارت کاری کشیدگی کو کم کرنے میں کامیاب ہو گی یا طاقت کی سیاست غالب آ جائے گی؟ فی الحال یہ سوال کھلا ہے اور اس کا جواب آنے والے واقعات ہی دیں گے۔ تاہم ایک بات واضح ہے کہ مشرق وسطیٰ میں جاری یہ صورتحال صرف خطے تک محدود نہیں رہے گی۔ اس کے اثرات عالمی سیاست، معیشت اور سلامتی کے معاملات تک محسوس کیے جا سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کی نظریں اس وقت اسی خطے پر مرکوز ہیں جہاں طاقت، سیاست اور سفارت کاری کی یہ پیچیدہ کشمکش جاری ہے۔

Over 200K+ Followers on social media now shining in print too

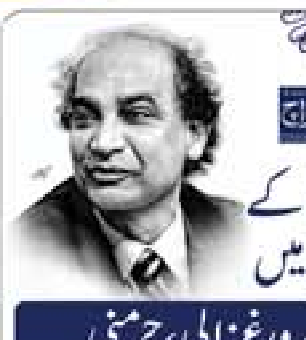

گوئٹے کے دیس میں

سرور غزالی، جرمنی

ایران، امریکا، اسرائیل جنگ، ٹرمپ کو خوش کرنا کیا جرمنی کی مجبوری ہے؟

برطانوی وزیر اعظم نے اپنے تعاون کا یقین دلائے بغیر گومگو رویہ اختیار کرتے ہوئے ایرانی حکومت کے غیر جمہوری رویے پر تشویش ظاہر کی

تیل کی بلند قیمتیں، گیس کی عدم دستیابی یورپ کے لیے ایک بہت سخت امتحان ہے۔ جس سے گزرنے کے لیے برطانیہ فرانس اور جرمنی کسی حد تک بھی جا سکتے ہیں

جنگ ہمیشہ ہی قتل و غارت گری اور انانیت کی تسکین کے علاوہ کچھ نہیں ہوا کرتی۔ اور جنگ کے بعد کے مقاصد جس پر آج کل یورپ میں بحث چھڑ گئی ہے، میرے نزدیک اور کچھ نہیں ہوتے ما سوائے اس کے کہ لوٹ مار اور انسانوں کی بے حرمتی کی جائے۔ جنگ کیے جانے کا واحد مقصد دشمن کو زیر کر کے اس سے مال غنیمت چھیننا ہوتا ہے۔ یہ جنگ مال غنیمت کے حصول کے لیے ہی کی جاتی ہیں یہ الگ بات ہے کہ اس میں ہر دور میں مال غنیمت کا تعین مختلف ہوا کرتا ہے۔

جب جنگ دو فرقوں میں چھڑ جائے اور یہ جنگ حق و باطل کی ہو جس میں ایک حملہ آور ہو اور دوسرا اپنا دفاع کرنے والا ہو، تو پھر اس میں غیر جانبدار ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا اور ایسی غیر جانبداری بھی درحقیقت حملہ آور کی پشت پناہی ہوتی ہے کہ جس میں تیسرا فرد زبان سے بھی حملہ آور کو حملہ آور کہنے سے گریز کرے۔

موجودہ امریکی اسرائیلی جارحیت جو ایران کے خلاف جاری ہے اس میں غیر جانبدار نہیں رہا جا سکتا کم از کم غیر جانبدارانہ بیانیہ تو بالکل ہی اختیار نہیں کیا جا سکتا چونکہ یہ صریحاً" بین الاقوامی قوانین، انسانی حقوق کے قوانین اور بین الاقوامی سرحدوں کے تحفظ کے قوانین کی خلاف ورزی ہے۔ کسی بھی آزادی خود مختار ملک کی خود مختاری پر حملہ ہے، جو اسرائیل اور امریکہ کی جانب سے کیا گیا ہے۔ یہ بات ایسی صورت میں اور بھی زیادہ واضح اور قابل مذمت ہے کہ ایک ایسے موقع پر جب کہ دونوں فریقین کے مابین مذاکرات چل رہے تھے اور یہ بات بھی خود صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے اپنے اس سے قبل کے بیان میں کہہ دیا تھا کہ ایران پر پچھلے حملے کے بعد اس کی ایٹمی افزودگی کی صلاحیت ختم ہو چکی ہے۔ ان ساری صورتحال میں ایران پر جنگ مسلط کیا جانا اور اس کی یہ توجیع پیش کرنا کہ ایران کے ایٹم بم سے دنیا کو خطرہ ہے، ایک ایسا جھوٹ ہے جس پر دنیا میں کسی کو بھی یقین نہیں آیا ہے۔ یورپی ممالک کے جو سربراہان اس کھلی جھوٹی کہانی پر یقین کرتے ہوئے ایران کو متنبہ کر رہے ہیں کہ وہ فوری طور پر اپنے جوابی حملے بند کر دے وہ یقیناً آئینے میں اپنا منہ نہیں دیکھ رہے ہوں گے۔ ایک دوسرا بہانہ اس جنگ کو شروع کرنے کے سلسلے میں جو گھڑا گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایران کی حکومت اپنے عوام کی آزادانہ رائے دہی کے حقوق سلب کر رہی ہے اور انہیں عوامی احتجاج پر سخت سزائیں دی جا رہی ہیں۔ یعنی ایران میں بہتر جمہوری حکومت کی ضرورت کو پیش نظر رکھ کر ایرانی حکومت کی تبدیلی کی کوشش کو وجہ جنگ بنایا جا رہا ہے تو یہ بات جتنی درست ہے کہ ایران کو یقینی طور پر ایک آئینی جمہوری آزادانہ حقوق پر یقین رکھنے والی حکومت کی ضرورت ہے تو موجودہ صورتحال میں اس کی اس سے بھی زیادہ شدید ضرورت اسرائیل اور امریکہ کے شہریوں کو ہے چونکہ ایرانی معاملات کے اثرات صرف اندرونی ہیں جبکہ اسرائیل اور امریکہ کے اندرونی معاملات کے اثرات ساری دنیا پر پھیلتے نظر آرہے ہیں ان کی ڈکٹیٹرانہ حکومت سے ساری دنیا کو نقصان پہنچ رہا ہے۔

اور اس سے بھی اہم بات یہ ہے کہ ایرانی عوام پر اس طرح بے تحاشہ بمباری اس ملک کے عوام کو کسی بھی طرح کا فائدہ نہیں پہنچا سکتی بلکہ ان کی زندگی کو مزید اجیرن کیا جا رہا ہے اور اسے جنگ کی وجہ بتانا دراصل انتہا درجے کی غیر ذمہ دارانہ، بہیمانہ عمل ہے۔

ایران کے خلاف امریکی اور اسرائیلی جنگی کارروائی کے آغاز سے قبل جس طرح سے دنیا کے بڑے بڑے سیاستدان، سربراہ حکومت اور اہم شخصیات اپسٹین فائلز کے اسکینڈلز سے اپنی شہرت گنوا رہے تھے اور جس طرح جنگ چھڑنے کے بعد ساری توجہ جنگ کی طرف مبذول ہو کر اپسٹین اسکینڈلز سے ہٹ گئی ہے۔ اس سے عوام میں یہ شبہ بھی سر اٹھا رہا ہے کہ یہ جنگ دراصل اس اسکینڈلز کے مضر اثرات کو کم کرنے کے لیے ہی شروع ہوئی ہے۔

اس جنگ کے بارے میں یورپین یونین میں بھی آپس میں اختلافات پیدا ہو گئے۔ جرمنی کے چانسلر میرز مکمل طریقے سے اس جنگ کی حمایت کر رہے ہیں انہوں نے اپنے ایک بیان میں بین الاقوامی ملکی سالمیت کے حقوق کے بارے میں بھی ایک ایسا متنازعہ بیان دیا ہے کہ جس سے ایران کی سورنٹی، خودمختاری پر ضرب لگی ہے انہوں نے اسرائیلی امریکی جارحیت کا ذکر کیے بغیر ایران سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ فوری طور پر اپنے دفاع میں کیے جانے والے حملے کو بند کر دیں اس کے علاوہ انہوں نے اس جنگ کے دوران ڈونلڈ ٹرمپ سے ایک ملاقات میں اپنے اس حتمی تعاون کا یقین دلایا ہے اور یہ کہا ہے کہ وہ اس امریکی جنگ کی مکمل حمایت کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ جرمنی کے شہر رمسٹائن بھی موجود امریکی اڈے کو بھرپور طریقے سے استعمال کرنے کی امریکیوں کو کھلی چھوٹ دے رکھی ہے۔

جب سے جنگ کے آغاز پر ہی اسرائیلی کا سرکاری صدارتی ہوائی جہاز برلن کے ایئرپورٹ پر اترا ہے تو اسرائیلی صدر نیتن یاہو کے قیام اور ان کی صحت کے متعلق بھی چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں۔ اسرائیلی سرکاری پریس کانفرنس اس سلسلے میں مکمل خاموشی اختیار کرنا اور اسرائیلی صدر کا خود پردہ سے ہی پر نہ آنا اور ان کے کسی بھی بیان کا سامنے نہ آنا بھی شکوک پیدا کر رہے ہیں۔ سرکاری طور پر صرف یہ اعلان کیا گیا کہ طیارے کو جنگ سے محفوظ رکھنے کے اقدامات کے طور پر برلن لایا گیا ہے۔ جو کہ ایک مبہم سی توجیع ہے۔ جرمنی کا اسرائیلی اور امریکی جارحیت کے اقدام کا اس طرح سے مکمل اور بھرپور ساتھ دینا دراصل یہودی قوم کے ساتھ جرمنی کا عالمی جنگ دوم کے دوران ناروا سلوک کی تلافی ایک وجہ ہے جب کہ دوسری وجہ ڈونلڈ ٹرمپ کو خوش کرنے کے سوا کچھ نہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ تیسری وجہ جرمنی کی بگڑتی معاشی صورتحال میں جرمنی کی اپنی اسلحے کی پیداوار کو بھی بڑھانے کی کوشش ہے۔ امریکی اسرائیلی جنگ سے خود کو الگ کر کے برطانوی وزیر اعظم اسٹامر نے کھل کر ٹرمپ سے ناراضگی مول لی ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ برطانیہ از خود یہ فیصلہ نہیں کرے گا کہ جنگ میں اس کو بھی کودنا ہے۔ وزیر اعظم نے اپنے تعاون کا یقین دلائے بغیر جنگ کے بارے میں گومگو رویہ اختیار کرتے ہوئے ایرانی حکومت کی غیر جمہوری رویے اور عوامی قید و بند اور آزادی اظہار رائے کی پابندی پر تشویش ظاہر کی ہے۔

فرانس کا بھی یہی حال ہے ایک طرف جنگ کو غیر ضروری قرار دے کر اس کی ساری ذمہ داری ایران پر تھوپ دی ہے۔ یہ دونوں ممالک کسی وقت بھی اس جنگ میں ایران کے حلیف بن سکتے ہیں خاص کر جب اس مشرق وسطی کے اڈے غیر محفوظ ہونے جا رہا ہوں۔

ناروے نے بھی جنگ کی مخالفت کی ہے۔ سب واضح اور مثبت رویہ جو سامنے آیا ہے وہ ہسپانوی حکومت کا۔ اس کے صدر سانچیز نے دوٹوک لفظوں میں جنگ کی مخالفت کی ہے۔ اور اپنے ملک میں قائم امریکی اڈوں کے استعمال کرنے پر پابندی بھی لگا دی ہے۔ ڈونلڈ ٹرمپ نے اس بات پر سخت برہمی کا اظہار کیا ہے۔

سوئٹزرلینڈ کا بھی کم و بیش یہ رویہ ہے کہ یہ جنگ غیر انسانی، غیر قانونی اور عالمی سلامتی کونسل سے مشورہ کیے بغیر شروع ہوئی ہے۔

جرمنی کے چانسلر میرز کا ڈونلڈ ٹرمپ سے ملنا ہو یا مکرون کا بیان یورپی یونین اور یورپ کی اہمیت ڈونلڈ ٹرمپ کے یورپی ممالک سے اختلافات اور خاص کر یوکرین کی جنگ کے معاملے پر نا اتفاقی نے یورپ کی اہمیت گلوبل پولیٹکس میں بہت کم کر دی ہے۔ دوسری طرف روس سے جنگ اور اس کے نتیجے میں تجارتی بندش تیل و گیس کی عدم دستیابی کی موجودہ صورتحال میں ایران سے جنگ کی صورت میں آبنائے ہرمز کی بندش اور اس کے نتیجے میں تیل کی قیمتوں کا آسمان سے باتیں کرنا۔ گیس کی عدم دستیابی یورپ کے لیے ایک بہت سخت امتحان اور آزمائش ہے۔ جس سے گزرنے کے لیے برطانیہ فرانس اور جرمنی کسی حد تک بھی جا سکتے ہیں۔ ان سب کا نتیجہ مگر بھاری تباہی کی صورت میں ہی ظاہر ہوگا۔ آنے والے وقتوں میں ہی اس بات کا اندازہ ہوگا کہ اس جنگ کا رخ کس طرف مڑتا ہے اور کیا کیا تباہیاں آتی ہیں۔

نشیب و فراز

نشید آفاقی

کیا کتاب کی اہمیت کم ہوگئی ہے؟

آج کا دور رفتار کا دور ہے۔ معلومات کی رفتار، رابطوں کی رفتار اور زندگی کے معمولات کی رفتار پہلے کے مقابلے میں کہیں زیادہ تیز ہو چکی ہے۔ موبائل فون، انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا نے انسان کو ایک ایسی دنیا میں پہنچا دیا ہے جہاں ہر خبر، ہر خیال اور ہر تصویر چند سیکنڈ میں سامنے آ جاتی ہے۔ اس تیز رفتار دور میں ایک سوال بار بار ذہن میں آتا ہے کہ کیا کتاب کی اہمیت کم ہو گئی ہے؟ بظاہر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کتاب اب انسان کی زندگی میں پہلے جیسی جگہ نہیں رکھتی، لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔ کتاب آج بھی وہی طاقت رکھتی ہے جو صدیوں پہلے رکھتی تھی، بلکہ ٹیکنالوجی کے اس ہجوم میں اس کی اہمیت اور بھی بڑھ گئی ہے۔

کتاب صرف معلومات کا ذریعہ نہیں ہوتی بلکہ یہ انسان کی سوچ کو تشکیل دیتی ہے۔ ایک اچھی کتاب قاری کو سوچنے پر مجبور کرتی ہے، اسے نئے زاویوں سے دنیا کو دیکھنے کا موقع دیتی ہے اور اس کی ذہنی صلاحیتوں کو وسعت دیتی ہے۔ سوشل میڈیا یا مختصر ویڈیوز انسان کو چند لمحوں کی معلومات تو دے سکتی ہیں، لیکن وہ گہرائی نہیں دے سکتیں جو ایک کتاب دیتی ہے۔ کتاب پڑھنے والا انسان زیادہ صبر والا، زیادہ غور و فکر کرنے والا اور زیادہ وسیع النظر ہوتا ہے۔ اسی لیے دنیا کی بڑی شخصیات کی زندگیوں کو دیکھا جائے تو ان میں ایک مشترک بات نظر آتی ہے کہ وہ سب مطالعہ کے شوقین تھے۔

بدقسمتی سے پاکستان میں کتابوں سے دوری ایک سنجیدہ مسئلہ بنتا جا رہا ہے۔ نئی نسل کا زیادہ وقت موبائل فون، ویڈیوز اور سوشل میڈیا پر گزرتا ہے۔ کتاب ہاتھ میں لینا اب بہت سے نوجوانوں کے لیے ایک مشکل اور بورنگ کام بن گیا ہے۔ تعلیمی اداروں میں بھی صورتحال کچھ مختلف نہیں۔ اکثر طلبہ صرف امتحان پاس کرنے کے لیے نصابی کتابیں پڑھتے ہیں، جبکہ غیر نصابی مطالعہ کی روایت کمزور ہوتی جا رہی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ نوجوان معلومات تو حاصل کر لیتے ہیں لیکن گہری سوچ اور تجزیہ کرنے کی صلاحیت کمزور رہ جاتی ہے۔

کتابوں سے دوری کا اثر صرف تعلیم تک محدود نہیں رہتا بلکہ یہ معاشرے کی فکری سطح پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ جب ایک معاشرے میں مطالعہ کا رجحان کم ہو جائے تو وہاں تخلیقی سوچ بھی کمزور پڑنے لگتی ہے۔ نئی سوچ، نئے خیالات اور نئی ایجادات کا تعلق براہ راست مطالعہ اور تحقیق سے ہوتا ہے۔ اگر نوجوان نسل کتابوں سے دور ہو جائے تو معاشرہ آہستہ آہستہ فکری جمود کا شکار ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ترقی یافتہ قومیں آج بھی کتاب اور مطالعہ کو بہت اہمیت دیتی ہیں۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ کتابی شوق خود بخود پیدا نہیں ہوتا بلکہ اسے پیدا کرنا پڑتا ہے۔ اس میں سب سے بڑا کردار گھر اور تعلیمی اداروں کا ہوتا ہے۔ اگر بچوں کو بچپن سے ہی کہانیاں سنائی جائیں، انہیں رنگین اور دلچسپ کتابیں دی جائیں اور گھر میں کتاب پڑھنے کا ماحول ہو تو ان کے اندر مطالعہ کی عادت پیدا ہو سکتی ہے۔ والدین اگر خود کتاب پڑھتے ہوں تو بچے بھی اس عادت کو اپنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی طرح اسکولوں میں لائبریریوں کو فعال بنانا اور طلبہ کو نصابی کتابوں کے علاوہ بھی مطالعہ کی ترغیب دینا ضروری ہے۔

آج کے دور میں یہ بھی ضروری ہے کہ کتاب کو جدید طریقوں سے نوجوانوں تک پہنچایا جائے۔ اگرچہ روایتی کتاب کی اپنی ایک خوشبو اور کشش ہوتی ہے، لیکن ای بک اور آڈیو بک جیسی سہولیات بھی مطالعہ کے فروغ میں مددگار ثابت ہو سکتی ہیں۔ ٹیکنالوجی کو کتاب کا دشمن بنانے کے بجائے اسے کتاب کا ساتھی بنایا جا سکتا ہے۔ اگر نوجوان موبائل فون پر گھنٹوں وقت گزار سکتے ہیں تو اسی موبائل پر اچھی کتابیں پڑھنے کی عادت بھی پیدا کی جا سکتی ہے۔

مغربی ممالک کی مثال دیکھیں تو وہاں ٹیکنالوجی ہم سے کہیں زیادہ ترقی یافتہ ہے، لیکن اس کے باوجود کتاب کا شوق ختم نہیں ہوا۔ یورپ اور امریکہ کے شہروں میں عوامی لائبریریاں آج بھی لوگوں سے بھری رہتی ہیں۔ بچوں کے لیے خصوصی ریڈنگ پروگرام ہوتے ہیں، اسکولوں میں کتاب پڑھنے کے مقابلے منعقد کیے جاتے ہیں اور والدین بچوں کو چھوٹی عمر سے کہانیاں سناتے ہیں۔ وہاں مطالعہ کو صرف تعلیم کا حصہ نہیں بلکہ زندگی کی ایک خوشگوار سرگرمی سمجھا جاتا ہے۔

مغرب میں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ مصنفین اور کتابوں کو بہت احترام دیا جاتا ہے۔ نئی کتاب شائع ہونے پر تقریبات منعقد ہوتی ہیں، مصنفین کے ساتھ ملاقات کے پروگرام ہوتے ہیں اور لوگ شوق سے کتابیں خریدتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں کتابی صنعت بھی بہت مضبوط ہے اور نوجوان نسل میں مطالعہ کی عادت برقرار ہے۔ اس کے برعکس ہمارے ہاں لائبریریاں کم ہوتی جا رہی ہیں اور کتاب خریدنے کا رجحان بھی محدود ہوتا جا رہا ہے۔

اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری نئی نسل زیادہ باشعور، تخلیقی اور باصلاحیت ہو تو ہمیں انہیں کتاب سے جوڑنا ہوگا۔ مطالعہ صرف امتحان پاس کرنے کا ذریعہ نہیں بلکہ یہ انسان کی شخصیت بنانے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ کتاب انسان کو وہ بصیرت دیتی ہے جو مختصر معلومات یا سوشل میڈیا فراہم نہیں کر سکتے۔

حقیقت یہ ہے کہ کتابیں صرف کاغذ پر لکھے ہوئے الفاظ نہیں بلکہ یہ خیالات، تجربات اور دانش کا خزانہ ہوتی ہیں۔ ایک اچھی کتاب انسان کے ذہن میں ایسے سوالات پیدا کرتی ہے جو اسے بہتر انسان بننے کی طرف لے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کہا جاتا ہے کہ کتابیں انسان کی سوچ بدل سکتی ہیں۔

ٹیکنالوجی کے اس دور میں بھی اگر کوئی چیز انسان کو گہرائی سے سوچنے، سمجھنے اور اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنے کی طاقت دیتی ہے تو وہ کتاب ہی ہے۔ اگر ہم اپنی نئی نسل کو کتاب سے جوڑنے میں کامیاب ہو جائیں تو نہ صرف ان کی سوچ وسیع ہوگی بلکہ ہمارا معاشرہ بھی فکری طور پر زیادہ مضبوط اور روشن ہو سکتا ہے۔ یہی وہ سرمایہ ہے جو کسی بھی قوم کے مستقبل کو سنوار سکتا ہے۔

قیمت 10 لاکھ سے بھی کم

میڈان پاکستان الیکٹرک کار جلد مارکیٹ میں ہوگی

پاکستان واچ رپورٹ

پاکستان کی صنعتی اور تکنیکی ترقی کے سفر میں ایک اہم سنگِ میل عبور ہونے جا رہا ہے۔ ملک کی 77 سالہ تاریخ میں پہلی بار ایسی الیکٹرک کار تیار کرنے کا عمل شروع کیا گیا ہے جو مکمل طور پر مقامی پرزوں سے تیار ہوگی۔ یہ نہ صرف پاکستان کی آٹو موبائل صنعت کے لیے ایک بڑی پیش رفت ہے بلکہ اس سے مقامی صنعت، روزگار اور معیشت کو بھی نمایاں فائدہ پہنچنے کی توقع ہے۔

انجینئرنگ ڈیولپمنٹ بورڈ (EDB) کے چیف ایگزیکٹو آفیسر حماد منصور کے مطابق اس منصوبے کے تحت تیار ہونے والی الیکٹرک گاڑی رواں سال جون یا جولائی تک متعارف کرائے جانے کا امکان ہے۔ اس کار کی خاص بات یہ ہے کہ اس کے تمام پرزے پاکستان میں تیار کیے جائیں گے، جس سے نہ صرف پیداواری لاگت میں کمی آئے گی بلکہ ملک میں ٹیکنالوجی اور صنعتی صلاحیت بھی فروغ پائے گی۔

مقامی آٹو انڈسٹری کے لیے تاریخی پیش رفت

پاکستان میں آٹو موبائل انڈسٹری کئی دہائیوں سے زیادہ تر درآمدی پرزوں پر انحصار کرتی رہی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ گاڑیوں کی قیمتیں عام شہری کی پہنچ سے باہر رہتی تھیں۔ تاہم اب مقامی سطح پر مکمل لوکلائزیشن کے ساتھ گاڑیوں کی تیاری کا آغاز ایک نئی صنعتی سوچ کی علامت ہے۔

حماد منصور کا کہنا ہے کہ حکومت مقامی آٹو مینوفیکچررز کی حوصلہ افزائی کے لیے نئی آٹو موٹیو پالیسی متعارف کرانے جا رہی ہے۔ اس پالیسی کے تحت گاڑیوں پر عائد ٹیکسوں میں کمی اور مقامی سطح پر آٹو پارٹس بنانے والی صنعتوں کو مختلف مراعات فراہم کی جائیں گی۔ اس اقدام کا مقصد پاکستان میں گاڑیوں کی تیاری کو سستا بنانا اور مقامی صنعت کو عالمی سطح پر مسابقت کے قابل بنانا ہے۔

سستی الیکٹرک کار، عوام کے لیے بڑی سہولت

اس منصوبے کی ایک اور نمایاں خصوصیت اس گاڑی کی متوقع قیمت ہے۔ حکام کے مطابق یہ الیکٹرک کار دس لاکھ روپے سے بھی کم قیمت میں دستیاب ہوگی۔ اگر ایسا ہوتا ہے تو یہ پاکستان میں گاڑیوں کی مارکیٹ میں ایک بڑی تبدیلی کا سبب بن سکتی ہے۔ پاکستان میں لاکھوں افراد موٹر سائیکل استعمال کرتے ہیں کیونکہ کار خریدنا ان کے لیے مشکل ہوتا ہے۔ تاہم اس سستی الیکٹرک گاڑی کے ذریعے موٹر سائیکل استعمال کرنے والے افراد کے لیے کار کی طرف منتقل ہونا آسان ہو سکتا ہے۔ اس طرح نہ صرف سفر زیادہ محفوظ اور آرام دہ ہوگا بلکہ ماحول دوست ٹرانسپورٹ کو بھی فروغ ملے گا۔

ایک چارج پر 200 کلومیٹر تک سفر

تکنیکی اعتبار سے بھی اس گاڑی کو جدید تقاضوں کے مطابق تیار کیا جا رہا ہے۔ حکام کے مطابق یہ الیکٹرک کار ایک مرتبہ چارج ہونے کے بعد تقریباً 180 سے 200 کلومیٹر تک سفر کرنے کی صلاحیت رکھے گی۔

یہ فاصلہ شہری استعمال کے لیے خاصا موزوں سمجھا جاتا ہے کیونکہ روزمرہ کے بیشتر سفر اسی حد کے اندر ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ الیکٹرک گاڑی ہونے کی وجہ سے اس کی فیول لاگت بھی انتہائی کم ہوگی، جس سے صارفین کو طویل مدت میں نمایاں مالی بچت حاصل ہو سکتی ہے۔

لاہور میں پہلا پلانٹ قائم ہوگا

اس منصوبے کے تحت الیکٹرک گاڑیوں کی تیاری کے لیے پہلا پلانٹ لاہور میں قائم کیا جا رہا ہے۔ اس پلانٹ میں جدید مشینری اور مقامی انجینئرز کی مہارت کو استعمال کیا جائے گا۔

پلانٹ کے قیام سے نہ صرف ہزاروں افراد کو براہِ راست روزگار ملنے کا امکان ہے بلکہ اس کے ساتھ منسلک سپلائی چین میں بھی بے شمار نئے مواقع پیدا ہوں گے۔ آٹو پارٹس بنانے والی چھوٹی اور درمیانی صنعتوں کو بھی اس سے فائدہ پہنچے گا۔

بڑی کمپنیوں کی اجارہ داری ختم ہونے کا امکان

پاکستان کی آٹو مارکیٹ میں طویل عرصے تک چند بڑی کمپنیوں کا غلبہ رہا ہے۔ اس وجہ سے صارفین کو محدود آپشنز اور نسبتاً زیادہ قیمتوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ تاہم مقامی سطح پر نئی کمپنیوں کی آمد اور لوکلائزیشن کے فروغ سے اس اجارہ داری میں کمی آنے کی توقع ظاہر کی جا رہی ہے۔

حماد منصور کے مطابق اس وقت پاکستان کی دو سے تین مقامی کمپنیاں ایسی گاڑیاں بنانے میں دلچسپی رکھتی ہیں جو مکمل طور پر پاکستان میں تیار ہوں۔ یہ رجحان مستقبل میں مارکیٹ میں صحت مند مسابقت کو فروغ دے سکتا ہے۔

الیکٹرک موٹر سائیکل اور رکشہ پروگرام

الیکٹرک گاڑیوں کے ساتھ ساتھ حکومت الیکٹرک موٹر سائیکل اور رکشوں کے فروغ پر بھی خصوصی توجہ دے رہی ہے۔ اس مقصد کے لیے حکومت نے 100 ارب روپے کی سبسڈی پروگرام کا اعلان کیا ہے۔

اس پروگرام کے تحت اگلے چار سالوں میں تقریباً 22 لاکھ الیکٹرک ٹو وہیلرز اور تھری وہیلرز کو مرحلہ وار سبسڈی فراہم کی جائے گی۔ پہلے مرحلے میں 40 ہزار الیکٹرک بائیکس اور رکشوں کو سبسڈی دی جا رہی ہے۔

حکومت کے مطابق الیکٹرک موٹر سائیکل پر 80 ہزار روپے جبکہ الیکٹرک رکشے پر تقریباً 4 لاکھ روپے کی سبسڈی دی جائے گی۔ عید الفطر کے بعد اس پروگرام میں مزید 77 ہزار گاڑیوں کو شامل کرنے کا منصوبہ ہے جبکہ جولائی کے بعد ڈھائی لاکھ مزید الیکٹرک ٹو اور تھری وہیلرز کو اس پروگرام میں شامل کیا جائے گا۔

مقامی لیتھیم بیٹری انڈسٹری کا قیام

الیکٹرک گاڑیوں کی صنعت میں بیٹری سب سے اہم جزو سمجھی جاتی ہے۔ اسی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے پاکستان میں لیتھیم بیٹری بنانے کے لیے چار نئی صنعتیں قائم کی جا رہی ہیں۔

حکام کے مطابق ان میں سے پہلی فیکٹری مئی 2026 تک اپنی تیار کردہ لیتھیم بیٹری مارکیٹ میں متعارف کرانے کی منصوبہ بندی کر رہی ہے۔ مقامی سطح پر بیٹریوں کی تیاری سے نہ صرف درآمدی اخراجات کم ہوں گے بلکہ پاکستان الیکٹرک گاڑیوں کے شعبے میں زیادہ خودکفیل بھی ہو سکے گا۔

آٹو پارٹس بنانے والی ایس ایم ایز کا کردار

پاکستان کی معیشت میں اسمال اینڈ میڈیم انٹرپرائزز (SMEs) کا کردار انتہائی اہم سمجھا جاتا ہے۔ آٹو موبائل صنعت میں بھی ہزاروں چھوٹی صنعتیں مختلف پرزے تیار کرتی ہیں۔

نئی آٹو پالیسی کے تحت حکومت ان ایس ایم ایز کی مزید حوصلہ افزائی کرنے جا رہی ہے تاکہ مقامی سطح پر تیار ہونے والے آٹو پارٹس کا استعمال زیادہ سے زیادہ کیا جا سکے۔ اس سے نہ صرف مقامی صنعت کو فروغ ملے گا بلکہ پاکستان کی برآمدات میں بھی اضافہ ممکن ہو سکے گا۔

برآمدات کے نئے مواقع

حکام کا کہنا ہے کہ مستقبل میں مکمل طور پر مقامی پرزوں سے تیار ہونے والی گاڑیوں کو کم لاگت کے ساتھ بیرونی منڈیوں میں بھی متعارف کرانے کا منصوبہ ہے۔ اگر پاکستان اس شعبے میں کامیاب ہوتا ہے تو یہ ملک کے لیے ایک نئی برآمدی صنعت ثابت ہو سکتی ہے۔

عالمی سطح پر الیکٹرک گاڑیوں کی طلب تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ ایسے میں اگر پاکستان کم قیمت اور معیاری الیکٹرک گاڑیاں تیار کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو جنوبی ایشیا، افریقہ اور مشرقِ وسطیٰ کی منڈیوں میں اس کے لیے نمایاں مواقع پیدا ہو سکتے ہیں۔

پاکستان کی صنعتی ترقی کی نئی سمت

مجموعی طور پر دیکھا جائے تو مکمل طور پر مقامی پرزوں سے تیار ہونے والی الیکٹرک گاڑی کا منصوبہ پاکستان کی صنعتی ترقی کی ایک نئی سمت کی نشاندہی کرتا ہے۔ اس منصوبے سے نہ صرف آٹو موبائل انڈسٹری میں انقلاب آ سکتا ہے بلکہ مقامی ٹیکنالوجی، روزگار اور برآمدات کے شعبوں میں بھی نمایاں پیش رفت ممکن ہے۔ اگر حکومتی پالیسیوں کا تسلسل برقرار رہا اور مقامی صنعت کو مطلوبہ سہولیات فراہم کی گئیں تو آنے والے برسوں میں پاکستان نہ صرف اپنی ضروریات پوری کر سکے گا بلکہ عالمی الیکٹرک گاڑیوں کی مارکیٹ میں بھی ایک اہم مقام حاصل کر سکتا ہے۔

حکومت کا ایک ارب ڈالر کا اے آئی فنڈ
ملک میں ڈیجیٹل انقلاب کی جانب ایک اہم قدم

پاکستان واچ رپورٹ

دنیا اس وقت تیزی سے ڈیجیٹل معیشت کی طرف بڑھ رہی ہے اور مصنوعی ذہانت (Artificial Intelligence) اس تبدیلی کا سب سے اہم ستون بن چکی ہے۔ عالمی معیشت میں مسابقت برقرار رکھنے کے لیے ممالک ٹیکنالوجی، ڈیجیٹل انفراسٹرکچر اور جدید مہارتوں پر سرمایہ کاری کر رہے ہیں۔ اسی تناظر میں حکومت پاکستان اور اسپیشل انویسٹمنٹ فیسلیٹیشن کونسل (SIFC) کی جانب سے ڈیجیٹل معیشت کے فروغ کے لیے اہم اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ حالیہ اعلان کے مطابق حکومت نے ایک ارب ڈالر کے اے آئی فنڈ کا اعلان کیا ہے، جسے ماہرین پاکستان کی ٹیکنالوجی اور تعلیم کے شعبے میں ایک اہم سنگِ میل قرار دے رہے ہیں۔ پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف ڈویلپمنٹ اکنامکس کے وائس چانسلر ڈاکٹر ندیم جاوید نے اس اقدام کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ فنڈ نہ صرف جدید ٹیکنالوجی کی ترقی میں مدد دے گا بلکہ ملک میں ایک مضبوط اے آئی ایکو سسٹم کی بنیاد بھی رکھے گا۔ ان کے مطابق یہ منصوبہ پاکستان کی نوجوان آبادی کو مستقبل کی معیشت کے لیے تیار کرنے میں کلیدی کردار ادا کرے گا۔

ڈیجیٹل معیشت کی اہمیت

آج کی دنیا میں معاشی ترقی صرف روایتی صنعتوں پر منحصر نہیں رہی بلکہ ڈیجیٹل ٹیکنالوجی اور ڈیٹا پر مبنی معیشت تیزی سے اہمیت اختیار کر رہی ہے۔ مصنوعی ذہانت، کلاؤڈ کمپیوٹنگ، ڈیجیٹل فنانس اور ای کامرس جیسے شعبے عالمی تجارت اور روزگار کے نئے مواقع پیدا کر رہے ہیں۔

پاکستان ایک نوجوان ملک ہے جہاں آبادی کا بڑا حصہ 30 سال سے کم عمر افراد پر مشتمل ہے۔ اگر اس نوجوان آبادی کو جدید ٹیکنالوجی کی تربیت دی جائے تو یہ نہ صرف ملکی معیشت کو مضبوط بنا سکتی ہے بلکہ عالمی مارکیٹ میں بھی پاکستان کے لیے نئی راہیں کھول سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حکومت نے اے آئی فنڈ کے ذریعے تعلیم، تحقیق اور کاروباری مواقع کو فروغ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

تعلیمی نظام میں اے آئی کا شامل ہونا

ڈاکٹر ندیم جاوید کے مطابق اس منصوبے کا ایک اہم حصہ **تعلیم کے شعبے میں مصنوعی ذہانت کا تعارف** ہے۔ اس کے تحت ملک بھر کے اسکولوں میں اے آئی سے متعلق نصاب متعارف کروانے کی منصوبہ بندی کی جا رہی ہے۔ اس اقدام کا مقصد یہ ہے کہ طلبہ کو ابتدائی سطح سے ہی جدید ٹیکنالوجی کی سمجھ دی جائے تاکہ وہ مستقبل کی معیشت میں مؤثر کردار ادا کر سکیں۔

دنیا کے کئی ترقی یافتہ ممالک پہلے ہی اپنے تعلیمی نظام میں کوڈنگ اور اے آئی کی تعلیم شامل کر چکے ہیں۔ اگر پاکستان بھی اسی راستے پر گامزن ہوتا ہے تو اس سے ملک میں ٹیکنالوجی کے ماہرین کی ایک نئی نسل تیار ہو سکتی ہے جو عالمی سطح پر مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو۔

طلبہ کے لیے مکمل فنڈڈ اسکالرشپس

اس منصوبے کے تحت 2030** تک ایک ہزار مکمل فنڈڈ اسکالرشپس** فراہم کرنے کا ہدف مقرر کیا گیا ہے۔ یہ اسکالرشپس ان طلبہ کے لیے ہوں گی جو مصنوعی ذہانت، ڈیٹا سائنس اور دیگر جدید ٹیکنالوجی کے شعبوں میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

اس اقدام سے نہ صرف ہونہار طلبہ کو عالمی معیار کی تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملے گا بلکہ تحقیق اور اختراع کے نئے دروازے بھی کھلیں گے۔ جدید تحقیق اور اختراعات کسی بھی ملک کی ٹیکنالوجی کی ترقی کے لیے بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔

غیر آئی ٹی افراد کے لیے تربیت

اے آئی فنڈ کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ صرف آئی ٹی کے ماہرین ہی نہیں بلکہ **دس لاکھ غیر آئی ٹی افراد کو بھی اے آئی کی تربیت** دی جائے گی۔

اس کا مقصد یہ ہے کہ معاشرے کے مختلف شعبوں میں کام کرنے والے افراد بھی جدید ٹیکنالوجی کو استعمال کرنا سیکھیں۔

مثال کے طور پر زراعت، صحت، تعلیم اور کاروبار جیسے شعبوں میں اے آئی کے استعمال سے کارکردگی میں نمایاں بہتری لائی جا سکتی ہے۔ اگر عام پیشہ ور افراد بھی اس ٹیکنالوجی سے واقف ہوں گے تو ملک میں پیداواری صلاحیت میں اضافہ ممکن ہو گا۔

اسٹارٹ اپس اور کاروباری مواقع

ڈاکٹر ندیم جاوید کے مطابق اے آئی فنڈ نوجوانوں کے لیے **اسٹارٹ اپس، چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروبار (SMEs)** اور **مائیکرو انٹرپرائزز** کے لیے بھی نئے مواقع پیدا کرے گا۔ دنیا بھر میں ٹیکنالوجی اسٹارٹ اپس معیشت میں جدت اور روزگار کے نئے مواقع پیدا کرنے کا اہم ذریعہ بن چکے ہیں۔

پاکستان میں بھی حالیہ برسوں میں اسٹارٹ اپ کلچر فروغ پا رہا ہے۔ اگر حکومت کی جانب سے سرمایہ کاری اور پالیسی سپورٹ فراہم کی جائے تو نوجوان کاروباری افراد نئی کمپنیوں اور ٹیکنالوجی پلیٹ فارمز کے ذریعے عالمی مارکیٹ تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔

ایس آئی ایف سی کا کردار

اسپیشل انویسٹمنٹ فیسلیٹیشن کونسل (SIFC) کا قیام ملک میں سرمایہ کاری کو فروغ دینے اور اقتصادی ترقی کو تیز کرنے کے لیے کیا گیا تھا۔ ڈیجیٹل معیشت کے شعبے میں بھی اس ادارے کا کردار اہم ہے کیونکہ یہ مقامی اور غیر ملکی سرمایہ کاروں کے لیے سازگار ماحول فراہم کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

اگر ٹیکنالوجی کے شعبے میں سرمایہ کاری میں اضافہ ہوتا ہے تو پاکستان میں نہ صرف نئی صنعتیں قائم ہوں گی بلکہ عالمی کمپنیوں کے ساتھ تعاون کے امکانات بھی بڑھیں گے۔

عالمی سطح پر مسابقت

مصنوعی ذہانت اس وقت عالمی معیشت کا سب سے تیزی سے بڑھنے والا شعبہ بن چکی ہے۔ امریکہ، چین، یورپ اور خلیجی ممالک اس شعبے میں اربوں ڈالر کی سرمایہ کاری کر رہے ہیں۔ ایسے میں پاکستان کے لیے ضروری ہے کہ وہ بھی اس میدان میں اپنی موجودگی مضبوط کرے۔

اے آئی فنڈ کا اعلان اسی سمت میں ایک اہم قدم سمجھا جا رہا ہے۔ اگر اس منصوبے کو مؤثر انداز میں نافذ کیا گیا تو پاکستان خطے میں ٹیکنالوجی کے ایک اہم مرکز کے طور پر ابھر سکتا ہے۔

نوجوانوں کے لیے امید کی نئی کرن

پاکستان کی سب سے بڑی طاقت اس کی نوجوان آبادی ہے۔ اگر اس نوجوان نسل کو جدید مہارتیں، تعلیم اور مواقع فراہم کیے جائیں تو وہ ملک کی معیشت کو نئی بلندیوں تک لے جا سکتی ہے۔ اے آئی فنڈ کے ذریعے نوجوانوں کو نہ صرف تعلیم اور تربیت ملے گی بلکہ کاروبار اور جدت کے مواقع بھی حاصل ہوں گے۔

یہ اقدام اس بات کی علامت ہے کہ پاکستان مستقبل کی معیشت کے تقاضوں کو سمجھتے ہوئے ٹیکنالوجی اور ڈیجیٹل ترقی کی طرف قدم بڑھا رہا ہے۔

حکومت پاکستان کی جانب سے ایک ارب ڈالر کے اے آئی فنڈ کا اعلان ڈیجیٹل

معیشت کے فروغ کی سمت ایک اہم پیش رفت ہے۔ تعلیمی نظام میں اے آئی کی شمولیت، طلبہ کے لیے اسکالرشپس، غیر آئی ٹی افراد کی تربیت اور اسٹارٹ اپس کی حوصلہ افزائی جیسے اقدامات ملک میں ایک مضبوط ٹیکنالوجی ایکو سسٹم قائم کرنے میں مددگار ثابت ہو سکتے ہیں۔

اگر ان منصوبوں پر مستقل مزاجی اور مؤثر حکمت عملی کے ساتھ عمل کیا جائے تو پاکستان نہ صرف ڈیجیٹل معیشت میں نمایاں مقام حاصل کر سکتا ہے بلکہ نوجوانوں کے لیے روزگار، اختراع اور ترقی کے نئے دروازے بھی کھول سکتا ہے۔ یوں مصنوعی ذہانت اور جدید ٹیکنالوجی پاکستان کے معاشی مستقبل کو روشن بنانے میں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔

بلدیہ عظمیٰ کراچی محکمہ انجینئرنگ کیخلاف کراچی کنٹریکٹرز ایسوسی ایشن نے وائٹ پیپر جاری کرتے ہوئے کرپشن اور بدعنوانیوں کا بھانڈا پھوڑ دیا

بلدیہ عظمیٰ کراچی محکمہ انجینئرنگ کیخلاف کراچی کنٹریکٹرز ایسوسی ایشن نے وائٹ پیپر جاری کرتے ہوئے کرپشن اور بدعنوانیوں کا بھانڈا پھوڑ دیا، شہر میں ترقیاتی کام متاثر ہونے کی ذمہ داری کرپٹ ایکسئن اور افسران پر عائد کردی، ایگزیکیوشن کے نام پر بھاری کمیشن وصولی کے الزامات، میئر کراچی سے اربوں کے ترقیاتی فنڈز کی مبینہ بندر بانٹ اور ڈائریکٹ کنٹریکٹ کے ذریعے ٹھیکوں کی مبینہ خرید وفروخت کی فوری غیر جانبدارانہ تحقیقات کا مطالبہ کردیا ،ایسوسی ایشن نے 10 کروڑ سے زائد لاگت کے منصوبے رحیم بخش سومرو روڈ کی مبینہ خلاف ضابطہ تعمیر پر ہونے والی انکوائری رپورٹ بھی منظر عام پر لانے کا مطالبہ کردیا ہے جبکہ ایمپریس مارکیٹ اور ہادی مارکیٹ سمیت دیگر منصوبے جو مبینہ طور پر بغیر ٹینڈرنگ کے دیئے گئے ان کی بھی تحقیقات کا مطالبہ کرتے ہوئے تحریری شکایات جمع کرادی ہے۔ تفصیلات کے مطابق تعمیراتی صنعت سے وابستہ کنٹریکٹرز کی نمائندہ تنظیم کراچی کنٹریکٹرز ایسوسی ایشن نے بلدیہ عظمیٰ کراچی محکمہ انجینئرنگ میں ترقیاتی فنڈز کی مبینہ بندر بانٹ اور افسران پر بھاری کمیشن وصولی کے سنگین الزامات عائد کردیے ہیں، اور اس حوالے سے میئر کراچی مرتضیٰ وہاب کو ایک تحریری خط ارسال کیا ہے جسے کے ایم سی کے سینئر افسران اور کنٹریکٹرز اسے محکمہ انجینئرنگ کیخلاف وائٹ پیپر قرار دے رہے ہیں، میئر کراچی کو بھیجے گئے خط میں ایسوسی ایشن کا کہنا ہے کہ محکمہ انجینئرنگ کیونکہ کے ایم سی کا اہم محکمہ ہے اور شہر کی ترقی کیلئے اس محکمے کا اہم کردار ہے لیکن یہاں قوانین کے ساتھ سنگین مذاق کیا جارہا ہے، شہر کی ترقی کے اربوں لاگت کے منصوبے سپیرا رولز کیخلاف اور من پسند افراد میں ڈائریکٹ کنٹریکٹ کے ذریعے دیئے جارہے ہیں جس سے حکومتی خزانے کو بھاری مالی نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے۔ خط میں کہا گیا ہے کہ حال ہی میں 2 جنوری 2026 کو ضلع شرقی کے علاقے میں 10 کروڑ سے زائد لاگت کے منصوبے رحیم بخش سومرو روڈ کا میئر کراچی کی جانب سے افتتاح کیا گیا تھا، جس کا نہ کوئی ٹینڈر کیا گیا اور نہ ہی اس حوالے سے اخبارات میں اشتہار شائع کیے گئے، اگر اس منصوبے کی اوپن ٹینڈرنگ کی جاتی تو کروڑوں روپے کم لاگت میں مذکورہ منصوبہ مکمل کیا جاسکتا تھا، ایسوسی ایشن کا کہنا ہے کہ ذرائع ابلاغ میں نشاندہی کے بعد میئر کراچی نے اس کیخلاف تحقیقات کا حکم دیا تھا اور تین روز میں رپورٹ طلب کی تھی لیکن 25 روز سے زائد کا عرصہ گزر جانے کے باجود نہ اس کی رپورٹ منظر عام پر آسکی اور نہ ہی اس میں ملوث کسی افسر کیخلاف کوئی کارروائی عمل میں لائی گئی ہے، ایسوسی ایشن نے رحیم بخش سومرو روڈ کی کی انکوائری رپورٹ منظر عام پر لانے کے ساتھ ساتھ ایمپریس مارکیٹ، ہادی مارکیٹ سمیت دیگر متعدد کروڑوں لاگت کی ترقیاتی اسکیمیں جو کہ من پسند افراد کو بغیر ٹینڈرنگ کے ذریعے ایوارڈ کی گئی ہیں ان کی بھی فوری غیر جانبدارنہ انکوائری کا مطالبہ کیا ہے، کے سی اے نے اپنے خط میں مزید انکشاف کیا ہے کہ محکمہ انجینئرنگ میں افسران کی بھاری کمیشن وصولی کے باعث شہر میں ترقیاتی کام متاثر ہورہے ہیں، افسران کی بڑھتی کمیشن وصولی کے باعث کنٹریکٹرز سخت مشکل میں ہیں محکمہ انجینئرنگ کے ایگزیکیٹو انجینئر کاموں کی ایگزیکیوشن پر کنٹریکٹرز سے بھاری کمیشن طلب کررہے ہیں اور نہ دیئے جانے کی صورت میں کنٹریکٹرز کو بلیک میل کرنے کا سلسلہ جاری ہے، محکمہ فنانس سے لیکر ایگزیکیوشن اور آڈٹ سمیت دیگر کمیشن کی ادائیگی کے باعث ترقیاتی فنڈز کا بڑا حصہ بدعنوانیوں کی نذر ہورہا ہے، کراچی کنٹریکٹرز ایسوسی ایشن کے چیئرمین نعیم کاظمی کے دستخط سے میئر کراچی کو مذکورہ تحریری شکایات جمع کرائی گئی ہے جس میں ایسوسی ایشن نے شہر کی ترقی کیلئے اپنے ہر ممکن تعاون کا یقین دلاتے ہوئے محکمے کی کرپٹ مافیا کیخلاف کارروائی کا مطالبہ کیا ہے۔

محمد فاروق نے امریکہ و اسرائیل کے حملے، آیت اللہ خامنہ ای کی شہادت کے خلاف سندھ اسمبلی میں قرارداد جمع کرادی

بین الاقوامی قوانین کے مطابق ملک کے سربراہ کو جنگ میں نشانہ بنانا ممنوع ہے جس کی کھلی خلاف ورزی کی گئی، قرارداد کا متن

جماعت اسلامی کے رکن سندھ اسمبلی محمد فاروق نے امریکا اور اسرائیل کی جانب سے ایران پر حملے اور ایران کے سپریم لیڈر آیت اللہ سید علی خامنہ ای کی شہادت کے خلاف سندھ اسمبلی میں قرار داد جمع کرادی، قرارداد میں کہا گیا ہے کہ یہ ایوان امریکہ و اسرائیل کے حملے اور آیت اللہ خامنہ ای، ایرانی رہنماؤں اور طالبات سمیت دیگر ایرانی شہریوں کی شہادت کی پرزور مذمت کرتا ہے۔ امریکا اور اسرائیل عالمی امن کے لیئے خطرہ ہیں جنہوں نے ایران میں اسکولز، ہسپتال اور رہائشی علاقوں میں بمباری کر کے بچوں اور طالبات سمیت ہزاروں بیگناہ شہریوں کو شہید کیا جو کہ انسانی اور اقوام متحدہ کے چارٹر کی کھلی خلاف ورزی ہے جبکہ اسرائیل خود ایک غاصب اور ناجائز ریاست ہے۔ امریکا اور اسرائیل ان ظالمانہ حملوں کے ذریعے دباؤ ڈال کر ایران کے اندرونی معاملات میں مداخلت چاہتا ہے جس کا اظہار رجیم کی تبدیلی کی کوشش کر کے وہ بار بار کر چکا ہے۔ کسی بھی ملک کے اندرونی معاملات میں مداخلت اور حکومت کی تبدیلی کے لیئے عوام کو اکسانہ یا بغاوت پیدا کرنا اقوام متحدہ کے قوانین کی خلاف ورزی ہے۔ بین الاقوامی قوانین کے مطابق ملک کے سربراہ یا رہنما کو جنگ میں نشانہ بنانا ممنوع ہے جس کی کھلی خلاف ورزی اسرائیل اور امریکا نے کی ہے۔ یہ ایوان اقوام متحدہ سے مطالبہ کرتا ہے کہ عالمی قوانین کی پاسداری کرتے ہوئے فوری جنگ ختم کرائے۔

گلبرگ ٹاؤن، منعم ظفر نے امروہہ گراؤنڈ، انچولی میں جدید فیلڈ لائٹس کا افتتاح کردیا

گلبرگ ٹاؤن میں اندھیرے سے روشنی کی جانب سفر جاری ہے، امیر جماعت اسلامی کراچی منعم ظفر خان نے ٹاؤن چیئرمین گلبرگ نصرت اللہ کے ہمراہ انچولی، فیڈرل بی ایریا بلاک 20 کے امروہہ گراؤنڈ میں جدید فیلڈ لائٹس کا باقاعدہ افتتاح کر دیا۔ گراؤنڈ میں 10 پولوں پر 600 واٹ کی مجموعی طور پر 60 جدید لائٹیں نصب کی گئی ہیں جس سے کھیلوں اور دیگر سماجی سرگرمیوں کے لیے رات کے اوقات میں بھی بہترین روشنی میسر آئے گی۔ افتتاح کے موقع پر امیر جماعت اسلامی ضلع وسطی کامران سراج، سابق ٹاؤن ناظم فاروق نعمت اللہ، یوسی ون کے چیئرمین عاصم مخدوم، وائس چیئرمین صابر حسین، ایکس ای این ایم اینڈ ای محمد یاور، ڈائریکٹر باغات ندیم حنیف، امام بارگاہوں کے ٹرسٹیز، معززین علاقہ اور نوجوانوں کی بڑی تعداد بھی موجود تھی۔ علاقہ مکینوں نے گراؤنڈ کو روشن کرنے پر جماعت اسلامی کے منتخب نمائندوں کی کوششوں کو سراہا اور کہا کہ کھیلوں کے میدانوں کو روشن اور آباد کر کے نوجوان نسل کو مثبت سرگرمیوں کی طرف راغب کرنا احسن اقدام ہے۔ امید ہے کہ مستقبل میں بھی اسی طرح کے عوامی فلاحی منصوبے جاری رہیں گے۔

موجودہ مغربی سرحدی صورتحال، پنجاب بھر میں انٹیلی جنس بیسڈ اور کومبنگ آپریشنز کا دائرہ وسیع

پولیس کے لاہور سمیت صوبہ بھر میں انٹیلی جنس بیسڈ، کومبنگ آپریشنز، 135 مشتبہ و جرائم پیشہ افراد گرفتار

گزشتہ 24 گھنٹوں کے دوران لاہور سمیت صوبہ بھر میں مجموعی طور پر 672 آپریشنز اور 135 مشتبہ و جرائم پیشہ افراد گرفتار کیے گئے۔ 63 انٹیلی جنس بیسڈ آپریشنز کیے گئے جن کے دوران 1705 افراد سے پوچھ گچھ کی گئی جبکہ 6 جرائم پیشہ افراد کو حراست میں لیا گیا۔ اسی دوران صوبہ بھر میں 609 کومبنگ آپریشنز بھی کیے گئے جن میں 20 ہزار سے زائد افراد کی جانچ پڑتال کی گئی اور 129 جرائم پیشہ و مشتبہ افراد کو گرفتار کیا گیا۔ کارروائیوں کے دوران جرائم پیشہ عناصر کے قبضے سے 2 رائفلز، 15 پسٹلز، 1 بندوق اور درجنوں گولیاں برآمد کی گئیں۔ انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب عبدالکریم نے کہا ہے کہ ملک دشمن اور جرائم پیشہ عناصر کا محاسبہ کرنے کے لیے انٹیلی جنس بیسڈ اور کومبنگ آپریشنز بلاتعطل جاری رکھے جائیں گے۔ انہوں نے ہدایت کی کہ دہشت گردوں اور شرپسند عناصر کے تدارک کے لیے ڈورنا کنگ کا عمل مزید مؤثر بنایا جائے۔ آئی جی پنجاب نے واضح کیا کہ صوبے میں امن وامان برقرار رکھنے کے لیے تمام وسائل بروئے کار لائے جا رہے ہیں اور عوام کے جان و مال کا تحفظ پنجاب پولیس کی اولین ترجیح ہے۔

موجودہ مغربی سرحدی صورتحال کے پیش نظر پنجاب پولیس نے لاہور سمیت صوبہ بھر میں انٹیلی جنس بیسڈ اور کومبنگ آپریشنز کا دائرہ وسیع کر دیا ہے۔ ترجمان پنجاب پولیس نے تفصیلات سے آگاہ کرتے ہوئے بتایا کہ

پنجاب بھر سے غیر قانونی مقیم غیر ملکیوں کے انخلا کا سلسلہ جاری

پنجاب بھر میں غیر قانونی طور پر مقیم غیر ملکی باشندوں کے انخلا کا عمل تیزی سے جاری ہے۔ ترجمان پنجاب پولیس نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا کہ اب تک لاہور سمیت صوبہ بھر سے 32 ہزار 700 سے زائد افغانیوں سمیت غیر قانونی مقیم غیر ملکی باشندوں کو ڈی پورٹ کیا جا چکا ہے جبکہ 346 غیر قانونی مقیم افراد مختلف ہولڈنگ پوائنٹس پر موجود ہیں۔ ترجمان پنجاب پولیس نے مزید بتایا کہ ڈی پورٹ کیے گئے افراد میں 12 ہزار 357 مرد، 6 ہزار 673 خواتین اور 13 ہزار 700 بچے شامل ہیں۔ ڈی پورٹ ہونے والوں میں 10 ہزار 441 رہائشی ثبوت رکھنے والے، 11 ہزار 98 افغان سٹیزن کارڈ ہولڈرز جبکہ 11 ہزار 190 غیر قانونی مقیم غیر ملکی شامل ہیں۔ انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب عبدالکریم نے کہا ہے کہ صوبہ بھر میں سکیورٹی ہائی الرٹ ہے اور تمام غیر قانونی مقیم افراد کے انخلا کو یقینی بنایا جا رہا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ پنجاب پولیس بین الاقوامی قوانین کے تحت غیر قانونی مقیم باشندوں کے انخلا کی پالیسی پر عمل پیرا ہے اور اس پورے عمل کے دوران انسانی حقوق کو مکمل طور پر مدنظر رکھا جا رہا ہے۔

ایرانی سپریم لیڈر کی شہادت پر ایرانی عوام اور حکومت کیساتھ مکمل یکجہتی کا اظہار کرتے ہیں، زاہد محمود قاسمی

مرکزی علماء کونسل پاکستان نے اسلامی جمہوریہ ایران کے سپریم لیڈر آیت اللہ سید علی خامنہ ای کی شہادت پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے ایرانی عوام اور حکومت کے ساتھ مکمل یکجہتی کا اعلان کیا ہے۔ کونسل کے چیئرمین و نائب صدر ملی یکجہتی کونسل پاکستان صاحبزادہ زاہد محمود قاسمی نے اپنے تعزیتی بیان میں کہا کہ سپریم لیڈر آیت اللہ سید علی خامنہ ای کی شہادت عالم اسلام کیلئے ایک عظیم سانحہ اور لمحہ فکریہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ کسی بھی خودمختار ملک کی قیادت کو نشانہ بنانا کھلی دہشت گردی اور بین الاقوامی قوانین کی صریح خلاف ورزی ہے۔ ایران پر حالیہ حملہ اقوام متحدہ کے چارٹر اور عالمی اصولوں کے منافی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایران کو فلسطینی عوام کی حمایت کی پاداش میں نشانہ بنایا جا رہا ہے اور یہ اقدام غزہ اور فلسطین میں جاری خونریزی سے توجہ ہٹانے کی کوشش ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسرائیل، بھارت اور دیگر اسلام مخالف قوتیں مسلمانوں کو کمزور کرنے کی سازش کر رہی ہیں اور اس صورتحال میں امت مسلمہ کے اتحاد کی اشد ضرورت ہے۔

پنجاب میں پھلوں کی قیمتیں بے قابو ہوگئیں، کوئی پوچھنے والا نہیں

سیب 500 روپے، کیلے اور خربوزہ 400 روپے، امرود 300 روپے، انار 1 ہزار روپے کے ہو گئے

پنجاب میں پھلوں کی قیمتیں بے قابو ہو گئیں، سیب 500 روپے، کیلے اور خربوزہ 400 روپے، امرود 300 روپے، انار 1 ہزار روپے کے ہو گئے، دیگر پھلوں کی قیمتیں بھی آسمان کو چھونے لگیں۔ پنجاب کے مختلف اضلاع میں رمضان المبارک میں پرچون سطح پر سبزیوں اور پھلوں کی گراں فروشی کی کھلے عام گراں فروشی جاری ہے۔ امرود درجہ اول 200 سے 300 روپے، انار دانے دار 1000، انار قندھاری 950 سے 1000، انگور سفید موٹا 600، بیر 120 روپے، پپیتا 360، خربوزہ 380 سے 400، خربوزہ درجہ اول 400 سے 450 روپے، سیب ایرانی 460 سے 480 روپے، سیب کالا کولو پہاڑی 500 روپے، سیب کالا کولو میدانی 350 روپے، سیب سفید درجہ اول 480 سے 500 روپے، کنو سپیشل 450 سے 500 روپے، کنو درجن 330 سے 350 روپے، کیلا درجن درجہ اول 300 سے 400 روپے، کیلا درجن درجہ دوم 280 سے 300 روپے، کھجور عراقی 500 سے 520 روپے، کھجور اصیل 480 سے 500 روپے، کھجور ایرانی 550 سے 580 جبکہ مسمی درجن درجہ اول 240 سے 260 روپے درجن فروخت ہو رہی ہے۔ جبکہ آلو 40 روپے کلو، ادرک تھائی لینڈ 350 سے 360، بینگن 90، بند گوبھی 80 روپے، بھنڈی 260، پیاز 70 سے 80 روپے، پالک 40 روپے، پھول گوبھی 60 سی 70 روپے، ٹماٹر 100 سی 120 روپے، ٹینڈے فاری 70 سے 80، ٹینڈے دیسی 150 سے 160، ساگ 50 روپے، سبز مرچ 180 سی 200 روپے، شملہ مرچ 180 سی 200 روپے، شلجم 40، کریلا 180 سے 200 روپے، کھیرا فارمی 60، گھیا کدو 140 سے 150، گاجر چائنہ 160 سی 170، گاجر دیسی 50 روپے، لہسن دیسی 280 سی 300 روپے، لہسن چائنہ 600 سے 650 روپے، لیموں چائنہ 80، میتھی 80، مٹر 50، مولی 40، مونگرے 140 سے 150 جبکہ ماڑو 50 روپے کلو کی قیمت میں فروخت ہو رہے ہیں۔

شہریوں یا قومی املاک کو نقصان پہنچانے کی کسی بھی کوشش کو کسی صورت برداشت نہیں کیا جائیگا، وزیر اعلیٰ بلوچستان

وزیر اعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی نے بلوچستان کے پڑوسی علاقوں میں پیش آنے والے تکلیف دہ واقعات پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ واقعات پوری امت مسلمہ کے لیے باعث رنج و افسوس ہیں۔

وزیر اعلیٰ نے کہا کہ اپنی تکلیف اور دکھ کا اظہار احتجاج کے ذریعے دنیا تک پہنچانا فطری عمل ہے سماجی رابطے کی سائٹ ایکس پر اپنے ایک پیغام میں وزیر اعلیٰ بلوچستان نے کہا کہ صوبائی پولیس اور ضلعی انتظامیہ مظاہرین کے ساتھ مکمل تعاون کرتے ہوئے امن و امان برقرار رکھنے کے لیے ہر ممکن اقدامات کریں گی احتجاج کے دوران عوام کے تحفظ اور قیام امن کو اولین ترجیح دی جائے گی تاکہ کسی قسم کی ناخوشگوار صورتحال سے بچا جا سکے تاہم وزیر اعلیٰ بلوچستان نے واضح کیا کہ احتجاج کے بہانے قانون کی خلاف ورزی، شہریوں یا قومی املاک کو نقصان پہنچانے کی کسی بھی کوشش کو کسی صورت برداشت نہیں کیا جائے گا وزیر اعلیٰ نے عوام سے اپیل کی کہ دکھ اور تکلیف کی اس گھڑی میں سب متحد رہیں اور امن و انصاف کے اصولوں کی پاسداری کریں وزیر اعلیٰ بلوچستان نے کہا کہ صوبائی حکومت ہر احتجاج کو مہذب اور پر امن طریقے سے ریکارڈ کرنے اور عوام کے جائز مطالبات کو سننے کے لیے تیار ہے تاکہ امن و امان کے ساتھ ساتھ عوامی جذبات کی بھی مکمل قدر کی جا سکے۔

امریکہ و اسرائیل کی جارحانہ پالیسیوں نے عالمی امن کو خطرے میں ڈال دیا ہے، ایران پر حملہ کھلی دہشت گردی ہے، سینیٹر مولانا عبدالواسع

امیر جمعیت علماء اسلام بلوچستان و سینیٹر مولانا عبدالواسع نے اپنے ایک اہم بیان میں کہا ہے کہ امریکہ اور اسرائیل دنیا کے امن کے دشمن بن چکے ہیں اور ان کی درندگی عالمی سطح پر بدامنی اور خونریزی کی بدترین مثال ہے۔ امریکہ اور اسرائیل کا باہم مل کر ایران پر حملہ کرنا کھلی دہشت گردی اور بین الاقوامی قوانین کی صریح خلاف ورزی ہے، جس کے ذریعے پورے خطے کو جنگ کی آگ میں جھونکنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ پھر امریکہ نے مذاکرات کو دھوکے کے طور پر استعمال کیا۔ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کا نام نہاد "بورڈ آف پیس" "درحقیقت" بورڈ آف وار" ثابت ہوا، جس کے پردے میں مشرق وسطیٰ کو بدامنی اور تباہی کی طرف دھکیلا گیا۔ امریکہ اور اسرائیل اپنے توسیع پسندانہ اور شیطانی عزائم کی تکمیل کے لیے پورے خطے کو عدم استحکام سے دوچار کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ گزشتہ پچیس برسوں کے دوران امریکی سرپرستی میں کئی مستحکم مسلم ممالک کو جارحیت کا نشانہ بنا کر وہاں خانہ جنگی، انتشار اور فساد کو فروغ دیا گیا۔ مسلم حکمرانوں کو اب اپنی آنکھیں کھولنی ہوں گی اور تاریخ سے سبق سیکھنا ہوگا کہ امریکہ کسی کا مستقل دوست نہیں بلکہ اپنے مفادات کے لیے ہر حد تک جانے کو تیار رہتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسرائیل میں تعینات امریکی سفیر کی جانب سے اعلانیہ "گریٹر اسرائیل" کے منصوبے کی حمایت اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ خطے کی جغرافیائی ہیئت تبدیل کرنے اور مسلم دنیا کو کمزور کرنے کی باقاعدہ منصوبہ بندی کی جا رہی ہے۔ ایسے میں پاکستانی حکمرانوں کو بھی ہوش کے ناخن لینے چاہئیں اور قومی خودمختاری کو ہر بیرونی دباؤ پر مقدم رکھنا چاہیے۔ انہوں نے پاکستان اور افغانستان سے اپیل کی کہ وہ فوری طور پر جنگ بندی کو یقینی بنائیں، کیونکہ اس جنگ میں ہمسایہ ممالک کو الجھانے والی قوتیں درحقیقت بیرونی مفادات کی تکمیل چاہتی ہیں۔ خطے میں بڑھتی ہوئی کشیدگی ایک منظم عالمی چال کا حصہ ہے، جس کا مقصد مسلم دنیا کو مسلسل عدم استحکام میں مبتلا رکھنا ہے۔ مولانا عبدالواسع نے کہا کہ دنیا میں جہاں کہیں بھی فساد، بدامنی اور مسلم ممالک پر ظلم و زیادتی ہو رہی ہے، اس کے پیچھے طاقت کے نشے میں مست سامراجی پالیسیوں کا کردار نمایاں ہے۔ امریکہ دراصل پوری دنیا کو اپنے زیر اثر لانا چاہتا ہے اور یہ سب کچھ ظلم، جبر اور طاقت کے بل بوتے پر کیا جا رہا ہے۔ ایسے میں عالمی برادری کو انصاف اور امن کی بنیاد پر مشترکہ حکمتِ عملی اختیار کرنا ہوگی۔ انہوں نے خبردار کیا کہ اگر آج ایران کو نشانہ بنایا جا رہا ہے تو کل پاکستان، چین، ترکی یا کسی اور اسلامی ملک کی باری بھی آ سکتی ہے۔ لہٰذا وقت کا تقاضا ہے کہ امتِ مسلمہ باہمی اختلافات کو پسِ پشت ڈال کر متحد ہو اور ہر اس ملک کا ساتھ دے جو بیرونی جارحیت کا سامنا کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اب خاموشی جرم کے مترادف ہے۔ اگر دنیا نے ظلم کے خلاف متحد ہو کر آواز نہ اٹھائی تو جنگ کی یہ آگ مزید پھیل سکتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ حق و انصاف کی بنیاد پر عالمی نظام کو استوار کیا جائے اور خطے کو مزید تباہی سے بچایا جائے۔

امریکی و اسرائیلی حملوں میں علی خامنہ آئی کی شہادت حالیہ تاریخ کا سب سے بڑا سیاسی سانحہ ہے، محمد عبدالقادر

ایران کا سیاسی ڈھانچہ محض ایک شخصیت پر منحصر نہیں بلکہ ایک مضبوط مذہبی و عسکری نظام پر قائم ہے، سینیٹر

چیئرمین قائمہ کمیٹی برائے دفاعی پیداوار سینیٹر محمد عبدالقادر نے کہا ہے کہ خوفناک امریکی اور اسرائیلی حملوں کے نتیجے میں ایران کے سپریم لیڈر علی خامنہ ای کی شہادت حالیہ تاریخ کا سب سے بڑا سیاسی دھچکا ثابت ہو سکتا ہے۔ سپریم لیڈر کی شہادت پر انکے لاکھوں عقیدت مندوں کا امریکی و اسرائیلی حملوں سے بے خوف سڑکوں پر سوگوار احتجاج ثابت کرتا ہے کہ انہیں شکست نہیں دی جا سکتی. حملوں کا مقصد ایران کی اعلیٰ قیادت کو ختم کر کے نظام میں تبدیلی لانا اور ایران کی دفاعی و جوہری پالیسی کو روکنا ہے تاہم یہ حکمتِ عملی انتہائی خطرناک نتائج کو جنم دے سکتی ہے۔ ایران کا سیاسی ڈھانچہ محض ایک شخصیت پر منحصر نہیں بلکہ ایک مضبوط مذہبی و عسکری نظام پر قائم ہے۔ ایسی صورت میں پاسدارانِ انقلاب اور سخت گیر حلقے مزید طاقت حاصل کر سکتے ہیں۔ ایرانی قوم تاریخی طور پر بیرونی مداخلت کے خلاف متحد ہو جاتی ہے، اس لیے ایرانی قوم داخلی اختلافات بھلا کر قومی مزاحمت کا راستہ اختیار کرے گی۔ یہاں جاری ہونے والے ایک بیان میں چیئرمین قائمہ کمیٹی برائے دفاعی پیداوار سینیٹر محمد عبدالقادر نے مزید کہا ہے کہ خطے میں کشیدگی فوری طور پر بڑھ سکتی ہے۔ خلیج فارس میں تیل کی ترسیل متاثر ہوگی، عالمی منڈیوں میں توانائی کی قیمتیں آسمان کو چھونے لگیں گی. ایران پر امریکی اور اسرائیلی حملوں کی وجہ سے عراق، لبنان اور شام میں ایران کے اتحادی سرگرم ہو سکتے ہیں۔ امریکہ اور اسرائیل کو براہِ راست اور بالواسطہ حملوں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے، جس سے ایک وسیع علاقائی جنگ چھڑنے کا خدشہ ہوگا۔ امریکہ اور اسرائیل کو رجیم چینج کا ہدف بظاہر آسان دکھائی دے رہا ہے، مگر ایران جیسی نظریاتی ریاست میں یہ عمل طویل اور خونی ثابت ہو سکتا ہے . اس نوعیت کی جنگ پورے خطے کو عدم استحکام، معاشی بحران اور انسانی المیے کی طرف دھکیل دے گی۔ امریکہ اور اسرائیل ایران کے خلاف جارحیت سے اپنے اہداف حاصل نہیں کر سکتے . طاقت کے استعمال کے بجائے سفارت کاری ہی واحد پائیدار راستہ دکھائی دیتا ہے

خیبر پختونخوا میں صحت کا مسئلہ، پیپلز پارٹی پارلیمنٹیرینز کے پارلیمانی لیڈر احمد کنڈی نے توجہ دلاؤ نوٹس اسمبلی میں جمع کرا دیا

خیبر پختونخوا اسمبلی میں پاکستان پیپلز پارٹی پارلیمنٹیرینز کے پارلیمانی لیڈر احمد کنڈی اور رکن صوبائی اسمبلی مہر سلطانہ نے ایک مشترکہ توجہ دلاؤ نوٹس صوبائی اسمبلی میں جمع کراتے ہوئے صوبائی وزیر صحت کی توجہ مفادِ عامہ کے ایک نہایت اہم اور سنگین مسئلے کی جانب مبذول کرائی ہے۔ مشترکہ توجہ دلاؤ نوٹس میں موقف اپنایا گیا کہ اس وقت ایسا کوئی مؤثر قانون یا ضابطہ موجود نہیں جو ڈاکٹرز کو ادویات تجویز کرتے وقت برانڈ نام کے بجائے دواؤں کا عام نام (جنیرک نیم) تحریر کرنے کا پابند بنائے، اسی طرح کمپیوٹرائزڈ نسخہ جات کو بھی لازمی قرار نہیں دیا گیا، جس کے باعث اکثر ہاتھ سے لکھے گئے نسخے ناقابلِ فہم ہوتے ہیں اور مریضوں کو غلط ادویات کے استعمال، غیر ضروری اخراجات اور شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ توجہ دلاؤ نوٹس میں کہا گیا کہ یہ صورتحال عوامی صحت کے لیے تشویشناک ہے اور اس کے تدارک کے لیے فوری قانون سازی ناگزیر ہے۔ دونوں اراکین اسمبلی نے مطالبہ کیا کہ صوبائی حکومت ڈاکٹرز کو جنیرک نام تحریر کرنے اور کمپیوٹرائزڈ نسخہ جات جاری کرنے کا پابند بنانے کے لیے مناسب قانون یا ضابطہ متعارف کرائے اور اس حوالے سے معزز ایوان کو واضح اور جامع لائحہ عمل سے آگاہ کرے اس حوالے سے پاکستان پیپلز پارٹی پارلیمنٹیرینز کے دونوں پارلیمانی رہنماؤں نے اس عزم کا اظہار کیا کہ صحت عامہ کے تحفظ اور عوام کو سستی و معیاری ادویات کی فراہمی کے لیے ہر ممکن آئینی و جمہوری فورم پر آواز بلند کی جائے گی۔

ایٹا کے ذریعے بھرتیوں کا نیا نظام نافذ، پشاور ہائی کورٹ کا شفاف و میرٹ پر مبنی اصلاحاتی اقدام

پشاور ہائیکورٹ نے بھرتیوں کے عمل کو مکمل طور پر شفاف اور میرٹ پر استوار بنانے کے لئے اہم قدم اٹھاتے ہوئے ایٹا کے ساتھ مفاہمتی یادداشتوں پر دستخط کر دیے، یہ اقدام ہائی کورٹ اسٹیبلشمنٹ اور صوبہ بھر کی ضلعی عدلیہ میں تقرریوں کے لئے کیا گیا ہے۔ عدالتی اعلامیے کے مطابق یہ فیصلہ معزز چیف جسٹس کے وژن کے تحت ادارہ جاتی اصلاحات، شفافیت اور معیار بندی کو فروغ دینے کے لئے کیا گیا ہے تاکہ اہل اور باصلاحیت امیدواروں کو مساوی مواقع فراہم کیے جا سکیں اور عدالتی نظام کی ساکھ مزید مضبوط ہو۔ معاہدے کے تحت ایٹا آن لائن درخواستوں کی وصولی، نادرا ای سہولت مراکز کے ذریعے بائیومیٹرک تصدیق، کمپیوٹر بیسڈ اور مہارت پر مبنی امتحانات کا انعقاد، نتائج کی تیاری اور مقررہ تناسب کے مطابق عارضی میرٹ فہرستوں کی تیاری کی ذمہ دار ہوگی۔ امتحانی عمل کو مکمل طور پر محفوظ، خفیہ اور معیاری طریقہ کار کے تحت انجام دیا جائے گا تاکہ کسی بھی قسم کی بے ضابطگی کا امکان ختم کیا جا سکے۔ مفاہمتی یادداشتیں جنوری 2026 سے تین سال کے لئے مؤثر ہوں گی، جن میں باہمی رضامندی سے توسیع بھی کی جا سکے گی۔ مزید برآں ہر بھرتی کا عمل درخواستوں کی آخری تاریخ کے بعد 120 دن کے اندر مکمل کرنے کا ہدف مقرر کیا گیا ہے۔ پشاور ہائی کورٹ نے اس اقدام کے ذریعے میرٹ، شفافیت، ادارہ جاتی دیانت داری اور مساوی مواقع کی فراہمی کے عزم کا اعادہ کیا ہے، جسے عدالتی نظام میں اصلاحات کی جانب ایک اہم پیش رفت قرار دیا جا رہا ہے۔

ینگ ڈاکٹرز ایسوسی ایشن خیبر پختونخوا کا مطالبات تسلیم نہ کرنے پر احتجاج

ینگ ڈاکٹرز ایسوسی ایشن خیبر پختونخوا نے صوبائی حکومت کو متنبہ کیا ہے کہ اگر ان کے مطالبات فوری طور پر تسلیم نہ کیے گئے اور سرکاری ہسپتالوں میں سیکیورٹی کے مؤثر اور عملی اقدامات نہ اٹھائے گئے تو احتجاج کا دائرہ کار پشاور سمیت دیگر شہروں تک وسیع کر دیا جائے گا۔ دوسری جانب کوہاٹ اور کرک کے سرکاری اسپتالوں میں ینگ ڈاکٹرز ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام احتجاج آٹھویں روز بھی جاری رہا۔ احتجاج کے دوران ڈاکٹروں نے ایمرجنسی سروسز کے علاوہ تمام طبی سہولیات اور خدمات کا بائیکاٹ کر رکھا ہے، جس کے باعث مریضوں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے۔ یاد رہے کہ یہ احتجاج ڈویژنل ہیڈکوارٹر اسپتال کوہاٹ میں تعینات لیڈی ڈاکٹر مہوش کے لرزہ خیز قتل کے خلاف 8 روز قبل شروع کیا گیا تھا جس کا دائرہ اب جنوبی اضلاع کے علاوہ مردان اور مالاکنڈ تک پھیل چکا ہے۔ اگرچہ مقتول ڈاکٹر کے مبینہ قاتلوں کی گرفتاری عمل میں آچکی ہے تاہم ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ مطالبات کی منظوری تک احتجاج جاری رہے گا۔ ڈاکٹروں نے کوہاٹ اور میران شاہ میں لیڈی ڈاکٹر کے ساتھ پیش آنے والے واقعات پر گہری تشویش اور تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ سرکاری اسپتالوں میں سیکیورٹی ایکٹ کو عملی طور پر نافذ کیا جائے اور ڈاکٹروں، نرسوں اور دیگر طبی عملے کو مؤثر حفاظتی اقدامات فراہم کیے جائیں۔ کوہاٹ کے ڈویژنل ہیڈکوارٹر اسپتال میں قائم احتجاجی کیمپ کے علاوہ کرک کے اسپتالوں میں ڈاکٹروں کی قلم چھوڑ ہڑتال اور او پی ڈی سمیت الیکٹو سروسز کے بائیکاٹ کے باعث معمولاتِ زندگی بری طرح متاثر ہو رہے ہیں۔ ایسوسی ایشن کے عہدیداران کے مطابق اگر حکومت نے سنجیدگی کا مظاہرہ نہ کیا تو احتجاج کا دائرہ مزید وسیع کرتے ہوئے پشاور کے تمام سرکاری اسپتالوں تک پھیلا دیا جائے گا۔ ادھر عوامی حلقوں نے لیڈی ڈاکٹر مہوش کے قتل میں مطلوب ملزمان کی گرفتاری کے بعد احتجاج اور ہڑتال کو بلاجواز قرار دیا ہے۔

ٹیلر ماسٹروں نے سرکاری نرخ مسترد کر دیئے سلائی کے نرخوں میں خودساختہ اضافہ کر دیا

ہپی میں ٹیلر ماسٹروں نے سرکاری نرخ مسترد کرتے ہوئے سلائی کے مقررہ نرخوں میں خودساختہ اضافہ کر دیا۔ ضلعی انتظامیہ کی جانب سے سلائی کا سرکاری ریٹ 900 روپے مقرر کیا گیا تھا، تاہم بیشتر ٹیلر ماسٹروں نے 1600 روپے وصول کرنا شروع کر دیے ہیں شہریوں نے اس من مانی اضافے پر شدید تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ مہنگائی کے اس دور میں پہلے ہی عوام مشکلات کا شکار ہیں، جبکہ ٹیلر ماسٹرز کی جانب سے اضافی وصولی نے ان کی پریشانیوں میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔ شہریوں کا کہنا ہے کہ سرکاری ریٹ اور وصول کیے جانے والے نرخ میں واضح فرق موجود ہے، جس پر فوری نوٹس لیا جائے عوامی حلقوں نے ضلعی انتظامیہ سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ سرکاری نرخنامے پر سختی سے عملدرآمد یقینی بنائے اور خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے تاکہ شہریوں کو ریلیف مل سکے تاحال انتظامیہ کی جانب سے اس حوالے سے کوئی باضابطہ کارروائی سامنے نہیں آئی ہے، جس پر شہریوں میں بے چینی پائی جا رہی ہے۔

ARTS COUNCIL OF PAKISTAN KARACHI

آرٹس کونسل کراچی میں صحافیوں کے اعزاز میں افطار عشائیہ

پاکستان واچ ڈیجیٹل کے ایڈیٹر انچیف شیخ راشد عالم کی آرٹس کونسل کے افطار عشائیہ میں شرکت اور آرٹس کونسل کے
صدر محمد احمد شاہ و دیگر عہدیداروں، سینئر صحافیوں اور معززین شہر سے ملاقاتیں اس موقع پر لی گئی چند تصاویر

سرسید یونیورسٹی کے ملازمین کی مال آف ہیومینٹی سے مفت خریداری

پاکستان واچ رپورٹ

یوتھ انٹیلیجنسیا (Inteligentsia Youth) سرسید یونیورسٹی چیپٹر نے ہیلپنگ ہینڈ فار ریلیف اینڈ ڈویلپمنٹ (HHRD) اور سعد خان فاؤنڈیشن کے تعاون سے سرسید یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کے زیرِ اہتمام مال آف ہیومنٹی (Mallofi Humanity) کا انعقاد کیا گیا جہاں سے سرسید یونیورسٹی کے ایک سے پانچ گریڈ کے ملازمین نے مفت خریداری کی پیشکش کا بھرپور فائدہ اٹھایا۔ مال آف ہیومنٹی ؟نسانی خدمت کی ایک بہترین مثال تھا۔

سرسید یونیورسٹی کے چانسلر محمد اکبر علی خان نے اس موقع پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ رمضان المبارک ایک ایسا مہینہ ہے جو ہمیں اپنی روحانی تربیت کے ساتھ ساتھ معاشرتی ذمہ داریوں کا بھی احساس دلاتا ہے۔ ضرورت مندوں کی مدد کرنا نہ صرف ہماری دینی ذمہ داری ہے بلکہ یہ ہمیں ایک بہتر انسان بھی بناتا ہے۔ رمضان میں ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی استطاعت کے مطابق ضرورت مندوں کی مدد کریں تاکہ وہ بھی عید کی خوشیوں کا بھرپور لطف اٹھاسکیں۔۔ اس طرح کے نیک کام اللہ کی قربت حاصل کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔

ذاکر علی خان فاؤنڈیشن کی چیئرپرسن مسز ارم اکبر علی خان نے کہا کہ رمضان ہمیں انسانی خدمت، قربانی اور ایک دوسرے کا کام آنے کا درس دیتا ہے۔ فلاحی کاموں کا سب سے اچھا پہلو یہ ہے کہ مختلف پس منظر سے تعلق رکھنے والے افراد ایک مشترکہ مقصد کے لیے اکٹھے ہوتے ہیں جن کے پیش نظر اللہ کی خوشنودی ہوتی ہے۔ انسانیت کی خدمت ہی اصل عبادت ہے۔ اس طرح کی تقریبات نہ صرف ضرورتمندوں کی مدد کا ذریعہ بنتی ہیں بلکہ اس سے معاشرتی ہم آہنگی اور یکجہتی کے جذبات کو بھی فروغ ملتا ہے جو کہ رمضان کی روح کی حقیقی عکاس ہے۔

شعبہ کمپیوٹر سائنس کے چیئرپرسن ڈاکٹر انجینئر محمد کاشف شیخ نے کہا کہ رمضان کی اہمیت کھانے پینے سے پرہیز سے بڑھ کر ہے۔ یہ کمیونٹیز کے اندر ہمدردی، افہام و تفہیم اور یکجہتی کے جذبات کو فروغ دینے میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ اپنے لیے تو سب جیتے ہیں، اصل مقصدِ حیات دوسروں کے کام آنا اور انکے دکھ درد بانٹنا ہے۔

ڈائریکٹر اسٹوڈنٹس افیئرز، حسن ذکی نے بتایا کہ "مال آف ہیومنٹی' کا مقصد سرسید یونیورسٹی کے مستحق ملازمین کو ایک باوقار انداز میں ضروری سازو سامان فراہم کرنا تھا تاکہ وہ بھی عید کی خوشیوں سے پوری طرح لطف اندوز ہو سکیں۔ اس سیٹ اپ نے استفادہ کنندگان کو ذاتی طور پر کپڑے، گروسری اور دیگر گھریلو اشیاء مفت حاصل کرنے کا موقع فراہم کیا۔۔

ایڈیٹر: نشید آفاقی

چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم

صارفین سے سرکار تک

کنزیومر واچ

CONSUMER WATCH PAKISTAN

عوام۔نظام اور ایوان

چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم

ایڈیٹر: نشید آفاقی

پاکستان واچ

PAKISTAN WATCH

CONSUMER WATCH PAKISTAN

Government of Pakistan office of the Press Registrar Islamabad Registration No.2793

H41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2، کراچی فون نمبر: 021-34528802-3